﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿......اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

هفت روزه الفضل انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 14 | جمعۃ المبارک 17 / اگست 2007ء | 04 / شعبان 1428 ہجری قمری — 17 / ظہور 1386 ہجری شمسی | شمارہ 33

رحمت الٰہی کے مستحق

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ قیامت کے دن اللہ کے سامنے سب سے پہلے جگہ پانے والے کون ہوں گے۔ صحابہ نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو فرمایا یہ وہ لوگ ہیں کہ جب انہیں حق دیا جائے تو قبول کرتے ہیں، جب ان سے مانگا جائے تو خرچ کرتے ہیں اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں تو ایسے فیصلے کرتے ہیں جیسے اپنے لئے کر رہے ہوں۔ (مسند احمد۔ حدیث نمبر 23262)

جماعت احمدیہ برطانیہ کے 41ویں جلسہ سالانہ میں 80 ممالک سے 25 ہزار سے زائد افراد کی شمولیت

خطبہ جمعہ میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ کے کارکنان اور مہمانان کو قرآن مجید اور احادیث نبویہ کے حوالہ سے میزبانی و مہمانوازی کے حقوق و فرائض کی طرف توجہ دلائی

آج احمدیت اللہ تعالیٰ کے فضل سے کروڑوں میں پہنچ چکی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے والے دنیا کے 189 ممالک میں پھیل چکے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے جو وعدے فرمائے تھے ہم ان کو بڑی شان سے پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں۔

(حدیقۃ المہدی میں جماعت احمدیہ برطانیہ کے 41ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا ولولہ انگیز افتتاحی خطاب)

(رپورٹ مرتبہ: نسیم احمد باجوہ۔ ناظم رپورٹنگ جلسہ سالانہ یوکے)

الحمدللہ! جماعت احمدیہ برطانیہ کا 41واں جلسہ سالانہ مورخہ 27 / جولائی بروز جمعۃ المبارک تا 29 / جولائی 2007ء بروز اتوار اپنی شاندار دینی وروحانی روایات کے مطابق منعقد ہوکر بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی پاکستان سے ہجرت اور برطانیہ میں قیام کی برکت سے یہ جلسہ مرکزی عالمی جلسہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہجرت کے بعد ابتدائی 20 سال تک جلسہ سالانہ کا انعقاد اسلام آباد ٹلفورڈ میں ہوتا رہا۔ چند سالوں سے خدا تعالیٰ کے فضل سے جلسہ میں شامل ہونے والوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر اسلام آباد کی جگہ بہت ناکافی ہوگئی تھی چنانچہ 2005ء کا جلسہ رشمور ایرینا (Rushmoor Arena) آلڈرشاٹ میں منعقد ہوا۔ امسال حدیقۃ المہدی میں دوسرا جلسہ سالانہ تھا۔ حدیقۃ المہدی آلٹن (Alton) کے قریب نہایت خوبصورت وسیع وعریض اور سرسبز وشاداب نئی جلسہ گاہ ہے جو جماعت احمدیہ کو خریدنے کی توفیق ملی۔ یہ جلسہ گاہ 208 ایکڑ رقبہ پر مشتمل ہے اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کا نام حدیقۃ المہدی (مہدی کا باغ) عطا فرمایا تھا۔ یہاں کئی ہزار کاروں کی پارکنگ کے لئے بھی وسیع وعریض جگہ موجود ہے۔

امسال مردوں کی جلسہ گاہ گزشتہ سال کے برابر تھی جبکہ زنانہ جلسہ گاہ میں پانچ میٹر کا اضافہ کیا گیا تھا۔ دفاتر کے لئے سہولتوں کا سامان موجود تھا۔ اجتماعی وسیع قیامگاہوں، طعامگاہوں، بچوں کے لئے Creche یعنی نرسری کی سہولتوں، طبی امداد، بکسٹالز، نمائش، بازار اور کھانا کھلانے کے لئے جنرل اور VIP سروس کے لئے الگ الگ متنوع سہولتوں کے لئے وسیع وعریض رقبہ مختص کیا گیا۔

جلسہ سالانہ کے انتظامات دو حصوں پر مشتمل ہوتے ہیں اور دونوں کے الگ الگ افسران کی منظوری سال کے شروع میں مکرم امیر صاحب یوکے جو افسر رابطہ بھی ہیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے لے کر متعلقہ افسران کو پہنچاتے ہیں۔ چنانچہ اس منظوری کے ساتھ ہی دونوں افسران اپنے اپنے شعبوں کے ناظمین کی منظوری حضور انور سے حاصل کرتے ہیں اور نئے سال کے لئے ہر ناظم اپنی سکیم تیار کرتے ہیں۔ گزشتہ کئی سالوں کی طرح امسال بھی افسر جلسہ سالانہ مکرم ڈاکٹر چوہدری ناصر احمد صاحب اور افسر جلسہ گاہ مکرم عطاء المجیب صاحب راشد تھے۔

ایک تیسرا اور اہم شعبہ خدمت خلق کا ہے جس کے افسر مکرم مرزا فخر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ یوکے تھے۔ اس شعبہ کا کام عمومی حفاظت اور نظم وضبط کے قیام کے لئے بھرپور مساعی سرانجام دینا ہوتا ہے۔

ان تینوں افسران کے تحت کم وبیش 114 نظامتیں اپنے اپنے ناظمین، نائب ناظمین اور معاونین کے ساتھ خدمت دین کے عظیم جذبہ کے ساتھ متحرک ہوتی ہیں اور جلسہ شروع ہونے سے قبل متعلقہ افسران صیغہ ان کی میٹنگ منعقد کر کے ہدایات دیتے ہیں۔

علاوہ ازیں لجنہ اماء اللہ برطانیہ کی صدر مکرم شمائلہ ناگی صاحبہ نے بھی اپنی ناظمات کے ساتھ دن رات خدمت دین کی توفیق پائی۔ خواتین اور بچوں کے لئے متنوع انتظامات کی بھاری ذمہ داری ان پر تھی۔ فجزاھا اللہ احسن الجزاء۔

یہ ایک عظیم الشان الٰہی نشان ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی پاکستان سے ہجرت کے بعد 1984ء میں اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو اسلام آباد ٹلفورڈ کی شکل میں 25 ایکڑ کا رقبہ خریدنے کی توفیق دی جہاں جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسے منعقد ہوتے رہے۔ اس کے بعد 2005ء میں آلٹن (ہیمپشائر) میں 208 ایکڑ کا وسیع وعریض رقبہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا جو خلافت خامسہ کے بابرکت دور کا تحفہ ہے۔ یہ وسعتیں اور غیر معمولی اضافے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے الہام ''وَسِّعْ مَکَانَکَ'' کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہے اور عقلمندوں کے لئے نشان ہے کہ جو مسیح ومہدی آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق آنے والا تھا وہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانیٔ سلسلہ احمدیہ ہی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ سب ترقیات اس بات کا بھی ثبوت ہیں کہ سب برکتیں نظام خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں اور آج وہی لوگ دین ودنیا میں ترقی وخوشحالی پائیں گے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے قائم کئے گئے نظام خلافت سے وابستہ ہوں گے۔

اس سال کا جلسہ کئی امتیازی خصوصیات کا حامل تھا۔ جلسہ کے دنوں سے پہلے غیر معمولی بارشیں شروع ہوگئیں اور یہ سلسلہ جلسہ کے دنوں میں بھی جاری رہا۔ اس کے نتیجہ میں بہت سی مشکلات پیش آئیں خاص طور پر کار پارکنگ کا مسئلہ پیدا ہوا۔ زمین میں پانی جمع ہوجانے کی وجہ سے نہ تو ضرورت کے مطابق کار پارکنگ کی جگہ مل سکی اور جو کاریں پارک کی گئیں وہ دلدل میں دھنس گئیں اور ان کو نکالنے کے لئے بھی بہت سی زائد محنت ومشقت کرنی پڑی۔ انتظامیہ نے حضور انور کی رہنمائی میں جس حد تک ممکن تھا مہمانوں کے لئے متبادل انتظامات کئے لیکن یوں لگتا تھا کہ خدا تعالیٰ جماعت کو آئندہ سال کے خلافت جوبلی کے غیر معمولی جلسہ کے لئے تیار کر رہا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ان مشکلات کی وجہ سے کچھ زائد فوائد

بھی ہوئے۔اول یہ کہ غیر مسلم مہمانوں کو معلوم ہوا کہ مشکل حالات میں بھی احمدی جماعت بڑے حوصلے اور صبر اور تنظیم کے ساتھ کام کرنے والی جماعت ہے۔ دوم حدیقۃ المہدی میں کار پارکنگ کی دِقّت کی وجہ سے اردگرد بہت سے علاقوں میں احباب جماعت نے کاریں پارک کیں اور اس کے نتیجہ میں بہت سے لوگوں نے پوچھا کہ کونسا غیر معمولی اجتماع ہے جس کی وجہ سے اتنے لوگ جمع ہو رہے ہیں۔اس طرح جماعت کا تعارف سارے علاقہ میں بغیر کسی خرچ کے پھیل گیا۔سوم حدیقۃ المہدی کی دلدل والی زمین میں چلنے کے لئے بہت سے احباب جماعت نے بیت الفتوح اور مسجد فضل کے اردگرد کی دکانوں سے ربڑ والے خاص بوٹ (Wellington Boot) خریدے۔نتیجہ یہ ہوا کہ سب دکانوں سے یہ بوٹ ختم ہوگئے۔ان بوٹوں کی مانگ کی کثرت کی وجہ سے دکاندار گاہکوں سے پوچھتے کہ ان بوٹوں کی اتنی مانگ کیوں ہے۔احمدی گاہکوں نے جلسہ سالانہ کی تفصیل بتائی۔نتیجہ یہ ہوا کہ کئی احمدی دوستوں نے بتایا کہ جب وہ کسی دوکان پر جاکر پوچھتے کہ کیا آپ کے پاس ولنگٹن بوٹ ہیں تو وہ کہتے کہ آپ ’’احمدی‘‘ ہیں۔تو اس طرح سارے علاقہ میں لفظ ’’احمدی‘‘ متعارف ہوگیا۔پس اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں حکمت ہوتی ہے خواہ انسان اسے سمجھ سکے یا نہ سمجھ سکے۔اور یہ جلسہ سالانہ تو عظیم جلسہ ہے جس کی بنیاد خود خدا تعالیٰ نے اپنے الہام سے رکھی تھی۔پس اس کی ہر بات میں کوئی نہ کوئی خیر و برکت اور حکمت ہے۔

امسال جلسہ سالانہ میں جن 80 ممالک سے احباب جماعت تشریف لائے ان میں البانیہ، آسٹریلیا، آسٹریا، بحرین، بنگلہ دیش، بلجیم، بینن، برازیل، بورکینا فاسو، کمبوڈیا، کینیڈا، کانگو، سائپرس، چیک ریپبلک، مصر، گنی، فجی، فن لینڈ، فرانس، فرنچ گیانا، گیمبیا، جرمنی، غانا، جبرالٹر، گواڈالوپ، گنی بساؤ، ہیٹی، ہالینڈ، ہانگ کانگ، انڈیا، انڈونیشیا، ایران، آئرلینڈ، اسرائیل، اٹلی، آئیوری کوسٹ، جاپان، جارڈن، قازقستان، کینیا، کویت، کرغستان، لائبیریا، لکسمبرگ، ملائشیا، مارٹینک، ماریشس، مراکش، نیوزی لینڈ، نائیجیریا، ناروے، پاکستان، فلسطین، پرتگال، رومانیہ، روس، ساؤٹومے، سعودی عرب، سینیگال، سیرالیون، سنگاپور، جنوبی افریقہ، سپین، سری لنکا، سوری نام، سوازی لینڈ، سویڈن، سوئٹزرلینڈ، شام، تنزانیہ، تاتارستان، ٹوگو، ٹرینیڈاڈ اینڈ ٹوبیگو، ترکی، ترکمانستان، متحدہ عرب امارات، امریکہ، یوگنڈا، یوکرین اور زمبابوے شامل ہیں۔

اس قدر ممالک کے لوگوں کے ایک جگہ جمع ہونے کے لئے ایک طرف قرآنی پیشگوئی ’’وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ (التکویر:8)‘‘ کہ مسیح موعود کے زمانہ میں لوگوں کو جمع کردیا جائے گا پوری ہو رہی تھی۔اور دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ’’مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘ پورا ہو رہا تھا۔

امسال ایک اور خصوصیت یہ تھی کہ دنیا کے ایک سو ممالک کے جھنڈے جلسہ گاہ میں لگائے گئے تھے اور اس کے ساتھ لوائے احمدیت بھی لہرا رہا تھا۔یہ 100 ممالک ان 189 ممالک میں سے ہیں جہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ قائم ہو چکی ہے۔

امسال جلسہ سالانہ پر 80 ممالک سے 25,128 احباب وخواتین تشریف لائے جن میں سے 4815 جرمنی سے، 2193 پاکستان سے اور باقی احباب دیگر ممالک سے تشریف لائے اور سب شرکاء نے اپنی اپنی استطاعت کے مطابق خدا تعالیٰ کے قرب اور رضا کی منزلوں کو طے کیا اور اپنے خالق و مالک کے ذکر سے اپنے دل و دماغ اور روح کو معطر کیا جو ان کے لئے، ان کے اہل وعیال کے لئے اور تمام ماحول کے لئے محبت الٰہی کی خوشبو پھیلانے کا موجب ہوگا۔

خطبہ جمعہ

جلسہ سالانہ کے باقاعدہ آغاز سے قبل سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 27/جولائی 2007ء کو حدیقۃ المہدی میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس میں آپ نے جلسہ سالانہ برطانیہ کے کارکنان کی ذمہ داریوں اور جلسہ سالانہ پر آنے والے احباب کی مہمان نوازی کے متعلق سنت و احادیث سے واقعات کی روشنی میں توجہ دلائی۔(اس خطبہ جمعہ کا مکمل متن الفضل انٹرنیشنل کے اسی شمارہ کی زینت ہے۔ملاحظہ ہو صفحہ نمبر 5)

جلسہ سالانہ کا باقاعدہ آغاز

جلسہ سالانہ کے پہلے اجلاس کا باقاعدہ آغاز لوائے احمدیت اور برطانیہ کا قومی جھنڈا لہرانے سے ہوا۔حضور انور ایدہ اللہ نے لوائے احمدیت لہرایا اور مکرم امیر صاحب یوکے نے برطانیہ کا جھنڈا لہرایا جس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔حضور انور کی جلسہ گاہ میں تشریف آوری پر احباب جماعت نے پرجوش اسلامی نعروں کے ساتھ حضور انور کا استقبال کیا۔

افتتاحی اجلاس کا آغاز 4:45 پر تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم عبدالمومن طاہر صاحب مبلغ سلسلہ نے کی۔ اس کے بعد مکرم عصمت اللہ صاحب آف جاپان نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام ’’وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا‘‘ خوش الحانی سے سنایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب پانچ بجے شروع ہوا۔تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد مومن بندے کا خدا سے تعلق قائم کروانا تھا۔اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی تعلق قائم کروانا تھا۔اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ انعام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق سے ہی ملا۔آپؑ فرماتے ہیں کہ ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو اعلیٰ درجہ کا جوانمرد اور ہمیشہ زندہ رہنے والا نبی صرف ایک نبی کو دیکھتے ہیں یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو۔پس یہ ہے آنحضرتؐ کی سچائی جس کا ادراک اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود علیہ السلام کو دیا اور یہ روشنی آپؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پائی۔حضور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں ڈوبی ہوئی ایسی تحریرات پیش کیں جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عالی مرتبہ کی پہچان ہوتی ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ ’’یہ عاجز تو محض اس غرض کے لئے بھیجا گیا ہے تا یہ پیغام خلق اللہ تک پہنچادے کہ اسلام سچا مذہب ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں‘‘۔

پھر حضرت عیسیٰؑ کی بعثت اور آمد ثانی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایسا ہی یہ عاجز اس کام کے لئے بھیجا گیا ہے کہ دنیا کو بتائے کہ آنے والا مسیح یہ عاجز ہے۔فرق صرف یہ ہے کہ پہلے مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مرگئے لیکن میرے ہاتھ سے زندہ ہونے والے کبھی نہیں مریں گے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آپ کا یہ دعویٰ بہت بڑا دعویٰ ہے۔ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو مہدی بھیجا ہے اس کی تصدیق کرنے والے ہیں اور اس وقت اس کے بیعت کنندگان میں شمار ہونے والے اور اپنے اندر نیک تبدیلی پیدا کرنے والے ہیں۔حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم سے کیا چاہتے ہیں؟ اس کا ذکر حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی اس ایمان افروز تقریر میں فرمایا جو آج سے ٹھیک ایک سو سال قبل 1907ء میں جلسہ سالانہ کے موقع پر آپ نے فرمائی۔اس تقریر میں آپ نے فرمایا کہ باوجود اس کے کہ ہزاروں مولوی دن رات تکذیب کر رہے ہیں خدا تعالیٰ نے جماعت کی تعداد کو چار لاکھ تک پہنچا دیا ہے اور کوئی نہیں جو اس ترقی کو روک سکے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اگر کوئی غور کرے تو اس کا دل شکر کے جذبات سے بھر جاتا ہے کہ ایسے زمانہ میں ہمیں ماننے کی توفیق دی جب مخالفت انتہا کو پہنچی ہوئی ہے۔کئی ہیں جن کے عزیزوں نے احمدیت کی وجہ سے ان کو مارا، ان کی ہڈیاں توڑیں۔اس کے باوجود وہ ثابت قدمی سے ہنسی خوشی بیٹھے ہیں۔احمدیت کی وجہ سے مخالفت کا یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔یہ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں ہدایت دی ہے۔آج احمدیت کروڑوں تک پہنچ چکی ہے۔مسیح موعود کو ماننے والے نہ صرف پنجاب اور ہندوستان میں بلکہ دنیا کے 189 ممالک میں پھیل چکے ہیں۔حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اے مسیح محمدی تو سچا ہے اور تکفیر کرنے والے جھوٹے ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی سچائی کی دلیل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ سچا سلسلہ روز بروز ترقی کرتا ہے۔پس اس دلیل کو روز روشن کی طرح پورا ہوتا ہوا ہم دیکھتے ہیں اور آپ کی تکفیر کرنے والوں کا انجام بھی ہر روز دیکھتے ہیں۔پس یہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے جس کی سرسبز شاخیں دنیا کے کناروں تک پھیل رہی ہیں۔اس لئے اس سے ہمیشہ چمٹے رہیں اور ہر احمدی کو، اپنی ہر نسل کو یہ باتیں بتاتے رہنا چاہئے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’اللہ نے براہین احمدیہ میں پہلے سے خبر دے رکھی ہے کہ یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ پھر فرمایا اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ اور فرمایا حَانَ اَنْ تَعَانَ وَتُعْرَفَ بَیْنَ النَّاسِ۔ پھر فرمایا لَا تُصَعِّرْ خَدَّکَ۔ پھر آپ فرماتے ہیں: اگرچہ اس وقت مَیں اکیلا ہوں لیکن وہ زمانہ آنے والا ہے جب یہ سلسلہ ساری دنیا

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں

خلافتِ خامسہ کے پانچویں جلسہ سالانہ 2007ء کے بارہ میں

رحمتِ باری کو دن رات برستے دیکھا
اس کے فضلوں کو صبح و شام اترتے دیکھا
راستے جتنے تھے مہدی کے حدیقہ کی طرف
ہم نے دیوانوں کو ہر راہ پہ چلتے دیکھا
اک مسیحا کی صدا نے ہے جگایا جادو
ایک جنگل کو گلستاں میں بدلتے دیکھا
شرفِ انساں کی حقیقت ہوئی روشن تب
کالے گورے کو بصد شوق جو ملتے دیکھا
عشق بھی چیز ہے کیا ، کیسے بیاں ہو اس کا
اک نظر پڑتے ہی اشکوں کو برستے دیکھا
وہ سرِ بزم جو آیا تو عجب عالم تھا
اک تلاطم کو کناروں سے چھلکتے دیکھا
کیا عجب جذب کی طاقت تھی بیاں میں اس کے
اس کی ہر بات کو سینوں میں اترتے دیکھا
زندگی پا کے نئی ، ایک نیا عزم لئے
شکر سے جھولیاں ہر شخص کو بھرتے دیکھا
ہے خلافت بھی عجب نور کی شمع راشدؔ
جس کی خاطر سبھی پروانوں کو جلتے دیکھا

(عطاء المجیب راشدؔ)

خلافتِ راشدہ

(حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ۔خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ)

(قسط نمبر 5)

خلافت کے بارہ میں قرآنی احکام

یہ تو تاریخ خلافت ہے۔اب ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن واحادیث میں اس بارہ میں کیا روشنی ملتی ہے اور کیا کوئی نظام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسلام نے تجویز کیا ہے یا نہیں اور اگر کیا ہے تو وہ کیا ہے۔

اس بارہ میں جب ہم غور کرتے ہیں تو ہمیں پہلا اصولی حکم قرآن کریم میں یہ ملتا ہے کہ:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدِ افْتَرٰٓی اِثْمًا عَظِیْمًا۔اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکِتٰبِ یُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَیَقُوْلُوْنَ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا ھٰٓؤُلَآءِ اَھْدٰی مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَبِیْلًا۔ اُوْلٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ وَمَنْ یَّلْعَنِ اللّٰہُ فَلَنْ تَجِدَ لَہٗ نَصِیْرًا۔ اَمْ لَھُمْ نَصِیْبٌ مِّنَ الْمُلْکِ فَاِذًا لَّا یُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِیْرًا۔ اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ فَقَدْ اٰتَیْنَآ اٰلَ اِبْرٰھِیْمَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاٰتَیْنٰھُمْ مُّلْکًا عَظِیْمًا۔فَمِنْھُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِہٖ وَمِنْھُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْہُ۔ وَکَفٰی بِجَھَنَّمَ سَعِیْرًا۔اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِیْھِمْ نَارًا۔ کُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُھُمْ بَدَّلْنٰھُمْ جُلُوْدًا غَیْرَھَا لِیَذُوْقُوا الْعَذَابَ۔ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَزِیْزًا حَکِیْمًا۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا اَبَدًا۔ لَھُمْ فِیْھَا اَزْوَاجٌ مُّطَھَّرَۃٌ وَّنُدْخِلُھُمْ ظِلًّا ظَلِیْلًا۔اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ۔اِنَّ اللّٰہَ نِعِمَّا یَعِظُکُمْ بِہٖ۔ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ سَمِیْعًا بَصِیْرًا۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ۔فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ۔ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا۔

(سورۃ النساء آیت52تا60)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔اہل کتاب جھوٹ اور فریب اور شرک کی باتوں پر عمل کرتے ہوئے سچائی کو چھوڑ رہے ہیں اور جب بھی مومنوں اور غیر مومنوں کا مقابلہ ہوتا ہے تو مومنوں کے متعلق تو وہ یہ کہتے ہیں کہ وہ بہت ہی بُرے ہیں اور کافروں کے متعلق اُن کی یہ رائے ہوتی ہے کہ وہ مومنوں سے بہتر ہیں۔جیسے غیر مبائعین ہماری دشمنی کی وجہ سے عام مسلمانوں کو ہم سے بہتر سمجھتے اور اُن کے پیچھے نمازیں بھی پڑھ لیتے ہیں۔ چنانچہ جب بھی کوئی بات ہو وہ کہتے ہیں ھٰٓؤُلَآءِ اَھْدٰی مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَبِیْلًا یہ مسلمان احمدیوں سے زیادہ اچھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ تم چونکہ مومنوں کو دور کرتے ہو اور غیر مومنوں کو اپنے قریب کرتے ہو اس لئے آج ہم تم سے بھی یہی کہتے ہیں کہ تم ہمارے قرب سے دور ہو جاؤ۔ وَمَنْ یَّلْعَنِ اللّٰہُ فَلَنْ تَجِدَ لَہٗ نَصِیْرًا اور لوگ تو لعنت صرف زبان سے کرتے ہیں اور جب کسی پر لعنت ڈالنی ہو تو کہتے ہیں جا تجھ پر لعنت مگر جس پر ہماری لعنت پڑتی ہے اس کا کوئی مددگار نہیں رہتا۔ یہود کو دیکھ لو اللہ تعالیٰ نے اُن پر لعنت ڈالی تو اُن کا کیسا بُرا حال ہوا۔ باوجود اس کے کہ مال و دولت اُن کے پاس بہت ہے مختلف قومیں مختلف وقتوں میں اُٹھتی اور انہیں ذلیل و رُسوا کرتی رہتی ہیں۔ یہی حال غیر مبائعین کا ہے۔جب میری بیعت ہوئی تو اُس وقت قادیان میں دو ہزار کے قریب آدمی جمع تھے اور سوائے پچاس ساٹھ کے باقی سب نے میری بیعت کرلی۔مگر ’’پیغامِ صلح‘‘ نے لکھا کہ:-

’’حاضر الوقت جماعت میں سے نصف کے قریب لوگوں نے بیعت نہ کی اور افسوس کرتے ہوئے مسجد سے چلے آئے‘‘۔

(پیغام صلح 22 /مارچ 1914ء)

پھر اُسی پیغامِ صلح میں انہوں نے میرے متعلق اعلان کیا کہ: ’’ابھی بمشکل قوم کے بیسویں حصہ نے خلیفہ تسلیم کیا ہے‘‘۔ (پیغام صلح 5 /مئی 1914ء)

گویا پانچ فیصدی آدمی ہمارے ساتھ تھے اور پچانوے فیصدی اُن کے ساتھ۔مگر اب کیا حال ہے۔ اب وہ بار بار لکھتے ہیں کہ جماعت کی اکثریت خلافت سے وابستہ ہے۔ بلکہ اب تو ان کے دلائل کا رُخ ہی بدل گیا ہے۔ پہلے وہ اپنی سچائی کی یہ دلیل دیا کرتے تھے کہ جماعت کی اکثریت اُن کے ساتھ ہے مگر جب اکثریت خدا تعالیٰ نے ہمارے ساتھ کردی تو وہ یہ کہنے لگ گئے کہ جماعت کی اکثریت کا کسی بات کا قائل ہونا اُس کی سچائی کی دلیل نہیں ہوتا۔قرآن میں صاف آتا ہے کہ اَکْثَرُھُمْ فٰسِقُوْنَ (التوبۃ:8) گویا جب تک وہ زیادہ رہے اُن کی یہ دلیل رہی کہ نبی کو ماننے والوں کی اکثریت گمراہ نہیں ہوسکتی اور جب ہم زیادہ ہو گئے تو اَکْثَرُھُمْ فٰسِقُوْنَ (التوبۃ:8) کا مصداق ہمیں قرار دے دیا گیا۔ بہرحال انہوں نے اتنا تو ضرور اقرار کرلیا کہ اُن کے نصیر جاتے رہے ہیں۔ اور یہی اس قرآنی آیت میں بیان کیا گیا ہے۔ پھر فرماتا ہے۔اَمْ لَھُمْ نَصِیْبٌ مِّنَ الْمُلْکِ فَاِذًا لَّا یُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِیْرًا۔ ان لوگوں کو تو یہ حسد کھائے چلا جاتا ہے کہ انہیں حکومت اور طاقت کیوں نہ مل گئی۔ حالانکہ اگر دنیا کی حکومت ان کے قبضہ میں ہوتی تو یہ بال برابر بھی لوگوں کو کوئی چیز نہ دیتے۔ نَقِیْرًا کھجور کی گٹھلی کے نشان کو کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ان کی طبیعت میں سخت بخل ہے۔ جیسے پیغامیوں کو یہی بخل کھا گیا کہ ایک لڑکے کو خلافت کیوں مل گئی۔ فرماتا ہے۔فَقَدْ اٰتَیْنَآ اٰلَ اِبْرٰھِیْمَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاٰتَیْنٰھُمْ مُّلْکًا عَظِیْمًا تم جو بخل کرتے ہو اور کہتے ہو کہ انہیں حکومت اور خلافت کیوں مل گئی تو اتنا تو سوچو کہ یہ حکومت اور سلطنت کس کو ملی ہے؟ کیا جسے حکومت ملی ہے وہ آل ابراہیمؑ میں شامل نہیں۔ اگر ہے تو پھر تمہارے حسد سے کیا بنتا ہے۔ خدا نے پہلے بھی آل ابراہیمؑ کو حکومت اور سلطنت دی اور اب بھی وہ آل ابراہیم کو حکومت اور سلطنت دے گا۔ وَکَفٰی بِجَھَنَّمَ سَعِیْرًا ہم اس سے پہلے بھی آل ابراہیمؑ کو حکومت دے چکے ہیں۔ جن لوگوں نے اُن کی حکومت کو تسلیم کر لیا تھا وہ عزت پا گئے اور جنہوں نے انکار کیا اُن کو سزا مل گئی۔ فرماتا ہے یہ حکومت جو آل ابراہیمؑ کو دی جائے گی یہ لوگوں کیلئے بڑی رحمت اور برکت کا موجب ہوگی۔ جب تک وہ اس رحمت کے نیچے رہیں گے اور اس حکومت سے بھاگنے کی کوشش نہیں کریں گے وہ بڑے آرام اور سُکھ میں رہیں گے مگر جب انہوں نے انکار کر دیا تو پھر اللہ تعالیٰ انہیں ایسے عذاب میں مبتلا کرے گا جس سے رہائی کی کوئی صورت ہی نہیں ہوگی اور وہ ہمیشہ دُکھوں میں مبتلا رہیں گے۔ کُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُھُمْ بَدَّلْنٰھُمْ جُلُوْدًا غَیْرَھَا لِیَذُوْقُوا الْعَذَابَ۔ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَزِیْزًا حَکِیْمًا انسان کی فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ جب وہ ایک عذاب کا عادی ہو جاتا ہے تو اُس کی تکلیف اسے پہلے جیسی محسوس نہیں ہوتی۔ ایک بادشاہ خواہ کتنا ہی ظالم ہو جب اُس کی حکومت پر کچھ عرصہ گزر جاتا ہے تو اُس کا ظلم لوگوں کو پہلے جیسا محسوس نہیں ہوتا اور وہ خود بھی نرمی کا پہلو اختیار کرنے لگ جاتا ہے لیکن اگر وہ بدل جائے اور اُس کی جگہ کوئی اور ظالم بادشاہ آجائے تو اُس کا ظلم بہت زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے۔ پس فرماتا ہے اگر تم نے اس انعام کو ردّ کر دیا تو پھر ظالم بادشاہ تم پر حکومتیں کریں گے اور وہ حکومتیں جلد جلد بدلیں گی تا کہ تمہیں اپنے کئے کی سزا ملے۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا اَبَدًا۔ لَھُمْ فِیْھَا اَزْوَاجٌ مُّطَھَّرَۃٌ وَّنُدْخِلُھُمْ ظِلًّا ظَلِیْلًا مگر جو لوگ ایمان لانے والے ہونگے اور اعمالِ صالحہ بجا لائیں گے، اُن کو ہم اعلیٰ درجہ کی حکومتیں بخشیں گے اور ان جنّات میں اُن کے ساتھ اُن کی بیویاں بھی ہونگی اور اُن سب کو آرام اور سُکھ کا بہت لمبا زمانہ بخشا جائے گا۔ اِن آیات میں دراصل اسلامی حکومت کے قیام کی پیشگوئی کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ یہود جو اس کی مخالفت کرتے ہیں وہ سخت نقصان اٹھائیں گے اور ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہیں گے لیکن مومن جو اس فضل کو تسلیم کریں گے اللہ تعالیٰ انہیں جنتی زندگی دے گا اور اُن کی بیویاں بھی اُن کے ساتھ ہونگی۔

اَزْوَاجٌ مُّطَھَّرَۃٌ کے الفاظ پر دشمنانِ اسلام کا ایک ناواجب اعتراض

اَزْوَاجٌ مُّطَھَّرَۃ کے الفاظ پر کئی نادان دشمنانِ اسلام اعتراض کرتے رہتے ہیں کہ اسلام جنت کو ایک چکلہ بناتا ہے کیونکہ عورتوں کا بھی ساتھ ہی ذکر کرتا ہے اور کہتا ہے جنت میں جہاں مرد ہونگے وہاں عورتیں بھی ہونگی حالانکہ وہ نادان نہیں جانتے کہ چکلہ تو وہ خود اپنے خُبثِ نفس کی وجہ سے بناتے ہیں۔ ورنہ اسلام تو یہ بتاتا ہے کہ جس طرح مرد جنت کے حقدار ہیں عورتیں بھی حقدار ہیں اور یہ کہ جنت مرد اور عورت کے تعاون سے بنتی ہے، اکیلا مرد جنت نہیں بنا سکتا۔ چنانچہ دیکھ لو اس رکوع میں دُنیوی حکومتوں کا ذکر ہے اور ان حکومتوں کا ذکر کرتے کرتے اللہ تعالیٰ یہ بتاتا ہے کہ اس جنّت میں عورتوں کا شریک ہونا بھی ضروری ہے اور اگر وہ شریک نہ ہوں تو یہ جنّت مکمل نہیں کہلا سکتی۔ پس جنّت مرد اور عورت دونوں مل کر بناتے ہیں اور اگر وہ دونوں متحدہ طور پر کوشش نہ کریں تو کبھی یہ جنّت نہیں بن سکتی نہ دنیا کی جنّت اور نہ اُخروی جنّت۔ بلکہ دنیا کی جنّت کی تعمیر میں بھی مرد اور عورت کو مل کر کام کرنا پڑتا ہے اور اُخروی جنّت کی تعمیر میں بھی مرد کے ساتھ عورت کی شراکت ضروری ہے۔ اگر وہ دونوں مل کر اس جنّت کی تعمیر نہیں کریں گے تو کبھی خٰلِدِیْنَ فِیْھَا والی نعمت کو وہ حاصل نہیں کرسکیں گے۔

عورت اور مرد کے تعاون کے بغیر نہ دُنیوی جنت حاصل ہوسکتی ہے اور نہ اُخروی

اگر لوگ اس نکتہ کو سمجھتے اور قومی زندگی میں عورت کو شریک رکھتے اور اس کی اہمیت اور قدر و قیمت کو پہچانتے تو آج اسلام کی وہ حالت نہ ہوتی جو نظر آ رہی ہے اور نہ دنیا کی وہ حالت ہوتی جو دکھائی دے رہی ہے بلکہ یہ دنیا انسانوں کیلئے جنت ہو جاتی اور وہ یہیں جنت کو پا لیتے۔ مگر جو لوگ عورت کے بغیر جنّت حاصل کرتے ہیں اُن کی جنّت حقیقی جنّت نہیں ہوتی کیونکہ جنّت کی خصوصیت یہ ہے کہ جنّت عدن ہو۔ اور عورت کے بغیر جنّت عدن نصیب نہیں ہوتی بلکہ اِدھر مرد جنّت تیار کرتا ہے اور اُدھر عورت اُس کی اولاد کو جنّت سے باہر نکال دیتی ہے کیونکہ اولاد کی صحیح تربیت کے بغیر قوم کو دائمی جنّت حاصل نہیں ہوسکتی اور اولاد کی تربیت کا اکثر حصہ چونکہ عورت کے ہاتھ میں ہوتا ہے، اس لئے اس جنّت کی تکمیل کیلئے عورت کے تعاون اور اس کو اپنے ساتھ شریک کرنے کی انسان کو ہمیشہ ضرورت رہے گی۔ جب عورت کو تعلیم حاصل ہوگی، جب عورت کے اندر تقویٰ ہوگا، جب عورت کے اندر دین کی محبت ہوگی، جب عورت کے دل میں خدا اور اُس کے رسول کے احکام پر چلنے کی ایک والہانہ تڑپ ہوگی تو ناممکن ہے کہ وہ یہی جذبات اپنی اولاد کے اندر بھی پیدا کرنے کی کوشش نہ کرے۔ پس مردوں کا یہ کام ہے کہ وہ آج کی جنت تیار کریں اور عورتوں کا یہ کام ہے کہ وہ کل کی جنّت تیار کریں۔ مردوں کا یہ کام ہے کہ وہ جنّت بنائیں اور عورتوں کا یہ کام ہے کہ وہ اس جنّت کیلئے نئے مالی پیدا کریں۔ اگر ایک طرف مرد اُس جنّت کی تعمیر میں لگا ہوا ہو اور دوسری طرف عورت اس کی تعمیر میں لگی ہوتی ہے۔ اگر ایک طرف مرد اس کی حفاظت کرتا ہو اور دوسری طرف عورت اس کی حفاظت کیلئے نئے سے نئے مالی پیدا کرتی چلی جاتی ہو تو پھر کون ہے جو اُس جنّت کو برباد کر سکے۔ کون ہے جو قومی وحدت، قومی عظمت اور قومی شان کو نقصان پہنچا سکے۔ مگر جس دن عورت کو اس جنت کی تعمیر میں شریک ہونے سے روک دیا جائے گا اُسی دن اگلے مالی پیدا ہونے بند ہو جائیں گے، اُسی دن پہلوں کی ٹریننگ ختم ہو جائے گی اور جب پہلوں کی ٹریننگ ختم ہو گئی اور اگلوں کا سلسلہ بھی بند ہو گیا تو وہ جنت کبھی قائم نہیں رہ سکتی بلکہ ضرور ہے کہ شیطان اُسے اُجاڑ کر رکھ دے۔

ایک عظیم الشان نکتہ

پس یہ ایک عظیم الشان نکتہ ہے جو قرآن کریم نے ہمیں بتایا کہ حیاتِ ملّی کے قیام کیلئے مَردوں اور عورتوں دونوں کو مِل کر کوشش کرنی چاہئے۔ جب تک عورتوں کو اپنے ساتھ شریک نہیں کرو گے اُس وقت تک تم یقین رکھو کہ تم جنت نہیں بنا سکو گے۔ اگر تم اپنی کوشش سے ساری دنیا کو بھی ایک دفعہ نمازی بنا لو تو اس کا کیا فائدہ جب کہ اُن نمازیوں کی اولادوں کو انہی کی مائیں بے نماز بنانے میں مصروف ہوں۔ اس طرح تو یہی ہوگا کہ تم جنّت بناؤ گے اور عورتیں اُس جنت کو برباد کرتی چلی جائیں گی۔

ہمارا ایک رشتہ دار ہوا کرتا تھا جو دین کا سخت مخالف اور خدا اور رسول کے احکام پر ہمیشہ ہنسی اور تمسخر اُڑایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ وہ بیمار ہوا اور علاج کیلئے حضرت خلیفۃ اوّلؓ کے پاس آیا۔ حضرت خلیفۃ اوّل نے باتوں باتوں میں اس سے کہا کہ مرزا صاحب! آپ کے پہلو میں پانچ وقت لوگ مسجد میں آ کر نمازیں پڑھتے ہیں کیا آپ کو کبھی اس پر رَشک نہیں آیا؟ اور کیا آپ کے دل میں کبھی یہ خیال نہیں آیا کہ آپ کو بھی نمازیں پڑھنی چاہئیں؟ اس نے یہ سن کر بڑے زور سے قہقہہ لگایا اور کہا مولوی صاحب مَیں تو بچپن سے ہی سلیم الفطرت واقع ہوا ہوں۔ چنانچہ ان دنوں میں بھی جب میں لوگوں کو دیکھتا کہ انہوں نے سر نیچے اور سرین اونچے کئے ہوئے ہیں تو میں ہنسا کرتا تھا کہ یہ کیسے احمق لوگ ہیں۔

اب بتاؤ جب مائیں ایسے ’’سلیم الفطرت بچے‘‘ پیدا کرنے شروع کر دیں تو واعظوں کے وعظ سے جو جنت تیار ہو آیا وہ ایک دن بھی قائم رہ سکتی ہے۔ اسی طرح کوئی مسئلہ لے لو علمی ہو یا مذہبی، سیاسی ہو یا اقتصادی، اگر عورت کو اپنے ساتھ شریک نہیں کیا جائے گا تو ان مسائل کے بارہ میں وہ تمہاری اولاد کو بالکل ناواقف رکھے گی اور تمہارا علم تمہارے ساتھ ہی ختم ہو جائے گا۔ غرض ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ دائمی جنّت مرد کو عورت کے بغیر نہیں مل سکتی اور یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے۔ پس وہ جنہوں نے اسلامی جنت کو چُکلہ قرار دیا ہے انہوں نے اپنے خُبثِ نفس کا اظہار کرنے کے سوا اور کچھ نہیں کیا۔ اسی جنّت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ (الرحمن : 47) کہ وہ لوگ جو اپنے دلوں میں خدا کا خوف رکھتے ہیں اُن کیلئے دو جنتیں ہیں۔ دوسری جگہ فرماتا ہے۔ وَمِنْ دُوْنِہِمَا جَنَّتٰنِ (الرحمن: 63) کہ دو جنتیں دنیا میں ہونگی اور دو ہی اگلے جہان میں۔ کیونکہ ایک باغ مرد نے لگایا ہوگا اور ایک عورت نے۔ اسی کو جَنَّتٰن کہا گیا ہے اور اسی کو جنّت قرار دیا گیا ہے۔ گویا اس باغ کی دو حیثیتیں بھی ہیں اور ایک بھی۔ دو اس لحاظ سے کہ ایک مرد کی کوششوں کا نتیجہ ہوگا اور دوسرا عورت کی کوششوں کا نتیجہ اور ایک اس لحاظ سے کہ مرد و عورت دونوں کی یہ مشترکہ جنت ہوگی۔

پھر فرماتا ہے کہ صرف اگلے جہان میں ہی یہ دو جنّت نہیں ہونگے بلکہ وَمِنْ دُوْنِہِمَا جَنَّتٰنِ اس دنیا میں بھی دو جنّت ہیں جن میں سے ایک کی تعمیر مرد کے سپرد ہے اور ایک کی تعمیر عورت کے سپرد۔ پس مومنوں کو دو جنتیں تو اس دنیا میں ملتی ہیں اور دو اگلے جہان میں یعنی اسے جسمانی اور روحانی دونوں رنگ کی کامیابیاں حاصل ہوتی ہیں جو اپنا دائمی اثر چھوڑ جاتی ہیں۔ چنانچہ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَۃُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّکَ ثَوَابًا وَّخَیْرٌ اَمَلًا (الکہف:47) یعنی جو لوگ مال و اسباب سے دُنیوی فوائد حاصل کرنا چاہتے ہیں انہیں ایک وقتی فائدہ تو مل جاتا ہے لیکن جو لوگ ایسے اعمال کرتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی رضا کیلئے ہوں اُن کے عمل ابدیّت کا مقام پا لیتے ہیں اور نہ صرف انہیں حاضر ثواب ملتا ہے بلکہ اُن کی وجہ سے ثواب کا ایک دائمی سلسلہ جاری ہوتا ہے۔

اس حدیث کی تشریح کہ جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے

یہ حدیث کہ جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے یہ بھی اسی طرف اشارہ کرتی ہے کہ اگر ماں اچھی تربیت کرے تو اچھی نسل پیدا ہوگی اور جو انعامات باپ حاصل کرے گا وہ دائمی ہو جائیں گے لیکن اگر ماں اچھی تربیت نہیں کرے گی تو باپ کے کمالات باپ تک ختم ہو جائیں گے اور دنیا کو جنّاتِ عدن حاصل نہیں ہونگی۔ یہی مفہوم اس حدیث سے بھی ظاہر ہوتا ہے جو معاویہ بن جاہمہ سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں فلاں جہاد میں شامل ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا۔ کیا تیری ماں زندہ ہے؟ اس نے کہا ہاں حضور زندہ ہے۔ آپ نے فرمایا۔ فَالْزِمْہَا فَاِنَّ الْجَنَّۃَ تَحْتَ رِجْلَیْہَا۔ (نسائی کتاب الجہاد باب الرخصۃ فی التخلف لمن لہ والدۃ) جا اور اسی کے پاس رہ کیونکہ اُس کے قدموں میں جنّت ہے۔ معلوم ہوتا ہے اس میں بعض ایسے نقائص تھے جن کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے تھے کہ اگر وہ ماں کی صحبت میں رہا تو اس کی عمدہ تربیت سے وہ دُور ہو جائیں گے۔ ممکن ہے اس میں تیزی اور جوش کا مادہ زیادہ ہو اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سمجھا ہو کہ اگر یہ جہاد پر چلا گیا تو اس کی طبیعت میں جو جوش کا مادہ ہے وہ اور بھی بڑھ جائے گا لیکن اگر اپنی والدہ کے پاس رہا اور اس کی اطاعت کرتے ہوئے اسے اپنے جوشوں کو دبانا پڑا تو اس کی اصلاح ہو جائے گی۔ بہرحال کوئی ایسی ہی کمزوری تھی جس کی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کیلئے ماں کی تربیت جہاد کے میدان سے زیادہ بہتر سمجھی اور اُسے اپنی والدہ کی خدمت میں رہنے کا ارشاد فرمایا۔ یہ حدیث بھی ظاہر کرتی ہے کہ جنّت عورت کے تعاون کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔ غرض عورت کا جنّت میں ہونا ضروری ہے، نہ صرف اگلی جنّت میں بلکہ دُنیوی جنّت میں بھی کیونکہ اس کے بغیر کوئی قوم کامیاب نہیں ہوسکتی۔

امانات کو اُن کے اہل کے سپرد کرنے کا حکم

پھر فرماتا ہے کہ یہ فضل اور رحمت جو تم کو حاصل ہوگی اُس کے قیام کے لئے ایک نظام کی ضرورت ہے، خودسری اور پراگندگی سے قوم اس انعام کو حاصل نہیں کرسکتی۔ پس اس جنت کے قیام کیلئے جو طریق تم کو اختیار کرنا چاہئے وہ ہم تمہیں بتاتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوْا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَہْلِہَا (سورۃ النساء آیت :59) دُنیوی حکومتیں اور مال و املاک پر قبضے یہ سب تمہارے پاس خدا تعالیٰ کی امانتیں ہیں۔ پس ہم تم کو حکم دیتے ہیں کہ (۱) تم امانتوں کو اُن کے اہل کے سپرد کرو۔ یعنی اپنے لئے ایسے سردار چنو جو اس امانت کو اٹھانے کے اہل ہوں۔ (۲) وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ (سورۃ النساء آیت :59) پھر ہم ان کو جن کے سپرد یہ امانت کی جائے حکم دیتے ہیں کہ وہ انصاف اور عدل سے کام کریں گویا دونوں کو حکم دے دیا۔ ایک طرف لوگوں سے کہا کہ اے لوگو! ہم تم کو حکم دیتے ہیں کہ تم حکومت کے اختیارات ہمیشہ ایسے لوگوں کے سپرد کیا کرو جو ان اختیارات کو سنبھالنے اور حکومت کے کام کو چلانے کے سب سے زیادہ اہل ہوں اور پھر اے اہل حکومت! ہم تم کو بھی حکم دیتے ہیں کہ تم رعایا کے ساتھ عدل و انصاف کا معاملہ رکھو اور کبھی بے انصافی کو اپنے قریب نہ آنے دو۔ اِنَّ اللّٰہَ نِعِمَّا یَعِظُکُمْ بِہٖ۔ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ سَمِیْعًا بَصِیْرًا (سورۃ النساء آیت :59) اللہ تعالیٰ کا یہ حکم بہت بڑی حکمتوں پر مشتمل ہے اور وہ ہمیشہ تم کو اچھی باتوں کا حکم دیتا ہے اور وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔

اس طرح جب ایک نظام قائم ہو جائے تو فرماتا ہے کہ اب جو غرض نظام کی تھی یعنی دین کی تمکین تم اس کی طرف توجہ کرو اور قومی عبادات اور قومی کاموں کے متعلق جو احکام ہیں ان کی بجا آوری کی طرف توجہ کرو۔ عبادات اور فرائض شخصی بھی ہوتے ہیں اور قومی بھی۔ جو شخصی عبادات اور فرائض ہیں اُن کیلئے کسی نظام کی ضرورت نہیں اور انہیں انتخاب امراء کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ پس انتخاب امراء کے بعد جو اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ بیان فرمایا اس کے یہی معنی ہیں کہ نظام کی غرض یہ تھی کہ قومی عبادات اور فرائض صحیح طور پر ادا ہوسکیں۔ پس تم کو چاہئے کہ جب نظام قائم ہو جائے تو اس کی غرض کو پورا کرنے کی کوشش کرو۔ یہ نہیں کہ نظام بنا کر اپنے گھروں میں بیٹھ جاؤ اور سارا کام امراء پر ڈال دو۔ امراء کا قیام کام کرنے کیلئے نہیں ہوتا بلکہ کام لینے کیلئے ہوتا ہے۔ پس چاہئے کہ جب امراء قائم ہو جائیں تو تم قومی ذمہ واریوں کو ادا کرنے میں لگ جاؤ۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (سورۃ النساء آیت:60) یعنی جب تم نے امراء کا انتخاب کر لیا تو اَب سن لو کہ تم پر تین حکومتیں ہوں گی۔ اوّل اللہ کی حکومت۔ دوم رسول کی حکومت۔ سوم اُولِی الْاَمْر کی حکومت ہاں فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ (سورۃ النساء آیت:60) چونکہ امراء ان ذمہ واریوں کی ادائیگی کے متعلق مختلف سکیمیں تجویز کریں گے تمہیں چاہئے کہ تم ان سکیموں میں ان کی اطاعت کرو لیکن اگر کبھی تمہارا ان سے اختلاف ہو جائے تو ان اختلافات کو اللہ اور رسول کی طرف لے جاؤ۔ یعنی ان اصول کے مطابق طے کرو جو اللہ اور اس کے رسول نے مقرر کئے ہیں اور اپنی ذاتی خواہشات کی پیروی نہ کرو ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا (سورۃ النساء آیت:60) یہ تمہارے لئے بہت بہتر اور انجام کے لحاظ سے بہت بابرکت ہوگا۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر یہ امر بیان کر دیا ہے کہ جب حکومت کے اختیارات تم قابل ترین لوگوں کے سپرد کر دو تو پھر اللہ اور رسول کے احکام کے ساتھ ان حکام کے احکام کی بھی تمہیں اطاعت کرنی ہوگی اور یہ اس لئے فرمایا کہ پہلے اس نے حکومت کا مقام بتا دیا ہے کہ وہ کیسا ہونا چاہئے۔ وہ کہتا ہے کہ تمہاری ترقی کیلئے یہ امر ضروری ہے کہ تم اپنی باگ ڈور ایک ہاتھ میں دے دو مگر یاد رکھو انتخاب کرتے وقت اہلیت کو مدّنظر رکھو ایسا نہ ہو کہ تم یہ سمجھ کر کہ کسی نے تم پر احسان کیا ہوا ہے یا کوئی تمہارا قریبی عزیز اور رشتہ دار ہے یا کسی سے تمہارے دوستانہ تعلقات ہیں اسے ووٹ دے دو۔ دنیا میں عام طور پر ایسا ہی ہوتا ہے اور ووٹ دیتے وقت یہ دیکھا جاتا ہے کہ ہمیں کس سے زیادہ تعلق ہے یا کون ہمارا عزیز اور دوست ہے۔ یہ نہیں دیکھا جاتا کہ کون اس کام کے زیادہ اہل ہے۔ مگر فرمایا اسلامی انتخاب میں ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہئے کہ تم کسی کو محض اس لئے منتخب کر دو کہ وہ تمہارا باپ ہے یا تمہارا بیٹا ہے یا تمہارا بھائی ہے بلکہ اس کام کا جو شخص بھی اہل ہو اُس کے سپرد کر دو خواہ اس کے ساتھ تمہارے تعلقات ہوں یا نہ ہوں۔ اس کے بعد فرماتا ہے کہ جب تم امراء کا انتخاب کر لو گے تو لازماً وہ اسلام کی ترقی کیلئے بعض سکیمیں تجویز کریں گے اس لئے ہم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ جو احکام بھی ان کی طرف سے نافذ ہوں وہ خواہ تمہاری سمجھ میں آئیں یا نہ آئیں ان کی اطاعت کرو۔ ہاں اگر کسی مقام پر تمہارا اُن سے اختلاف ہو جائے تو فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اسے خدا اور رسول کے احکام کی طرف پھرا دو۔ یہاں آ کر خلافت کے منکرین خوشی سے پھولے نہیں سماتے اور کہتے ہیں بس بات حل ہو گئی اور معلوم ہو گیا کہ خلفاء کی باتیں ماننا کوئی ایسا ضروری نہیں۔ اگر وہ شریعت کے مطابق ہوں تو انہیں مان لینا چاہئے اور اگر شریعت کے مطابق نہ ہوں تو انہیں ردّ کر دینا چاہئے۔ اس اعتراض کو میں انشاء اللہ بعد میں حل کروں گا۔

(باقی آئندہ)

❁❁❁❁❁❁

قائم شدہ 1952
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ربوہ
ریلوے روڈ
6214750
6214760
اقصیٰ روڈ
6212515
6215455
پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران
Mobile: 0300-7703500

الفضل انٹرنیشنل میں
اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(مینیجر)

خطبہ جمعہ

یہ جلسہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدائی منشاء کے مطابق شروع کیا تھا تاکہ آپؑ کے ماننے والے ایک خاص ماحول میں چند دن گزار کر علمی اور روحانی ترقی کی طرف لے جانے والے خطابات سن کر اپنی دینی، علمی اور روحانی حالت کو سنوارنے والے بنیں۔ پس یہ دن انتہائی برکت کے دن ہیں۔

موسم ایک احمدی کے جوش ایمان پر کوئی اثر نہیں ڈالتا۔ موسم کی شدتیں ہمارے ایمانوں کی گرمی میں کبھی روک پیدا نہیں کرسکیں اور نہ انشاء اللہ کریں گی۔

مختلف ممالک میں باوجود بارش اور موسم کی خرابی کے احمدیوں کی جلسہ میں پُروقار شمولیت کے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ

جلسہ سالانہ کے تعلق میں مہمانوں اور میزبانوں کے حقوق وفرائض کی انجام دہی کے سلسلہ میں بیش قیمت نصائح

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 27 /جولائی 2007ء بمطابق 27/ وفا 1386 ہجری شمسی بمقام حدیقۃ المہدی۔آلٹن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارا جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ موسم کی وجہ سے انتظامیہ بھی فکرمند ہے کیونکہ موسم تمام ملک میں خراب ہی ہے اور بعض لوگ بھی شاید اس خوف سے کہ بے آرامی نہ اٹھانی پڑے یا بچوں کے ساتھ دِقّت نہ پیش آئے یا پیچھے اپنے گھروں کا خوف رکھتے ہوئے، ہچکچائیں۔ تو دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور دونوں طرف کے لوگوں کی پریشانیاں دور فرمائے، انتظامیہ کی پریشانیاں بھی دور فرمائے اور جو مہمان آرہے ہیں ان کی بھی پریشانیاں دور فرمائے۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ یہ جلسہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدائی منشاء کے مطابق شروع کیا تھا تاکہ آپؑ کے ماننے والے ایک خاص ماحول میں چند دن گزار کر علمی اور روحانی ترقی کی طرف لے جانے والے خطابات سن کر اپنی دینی، علمی اور روحانی حالت کو سنوارنے والے بنیں۔ پس یہ دن انتہائی برکت کے دن ہیں اور جب ہم خالصتاً اللہ تعالیٰ کے مسیح کے جاری کردہ روحانی پروگرام میں شمولیت کے ارادے سے یہاں آئیں گے تو یقیناً ہمارے دل اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے کی طرف بھی مائل ہوں گے اور ان دعاؤں میں یہ دعا بھی شامل ہو جائے گی کہ اے میرے قادر مطلق خدا! اے زمین و آسمان کے مالک خدا! ہم تیرے مسیح کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس مجلس میں آئے ہیں جہاں تیرے اور تیرے رسول ﷺ کے نام کی سربلندی کے لئے منصوبے بنائے جاتے ہیں، تلقین کی جاتی ہے۔ اس لئے اس موسم کو بھی جو تیرے ہی تابع ہے ہمارے پروگراموں میں کسی بھی قسم کی روک ڈالنے سے روکے رکھ۔ تو یقیناً اللہ تعالیٰ موسم کے بد اثرات سے بچاتے ہوئے ہمیں اپنے پروگراموں کے احسن طور پر انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے گا اور موسم ہمارے پروگراموں میں کسی بھی روک کا باعث نہیں بنے گا انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ایسا ہی ہو۔

مجھے یاد ہے ربوہ میں جب جلسے ہوا کرتے تھے تو سردیوں میں دسمبر کے مہینے میں جلسہ ہوتا تھا اور بعض دفعہ بارش بھی ہو جایا کرتی تھی اور جلسہ گاہ بھی کھلے آسمان تلے تھی۔ نیچے بھی کچھ نہیں، کچی زمین یا پرالی بچھی ہوتی تھی اور کھلا آسمان (یہاں تو پھر گھاس ہے، کچھ حد تک کیچڑ بھی کم ہے اور آپ کے اوپر مارکی بھی لگی ہوئی ہے) اس کے باوجود لوگ بیٹھ کر جلسے کے پروگرام بڑے اطمینان سے سنتے تھے، ان کے ایمانوں کی گرمی میں کبھی موسم حائل نہیں ہوا، کبھی موسم کی شدت حائل نہیں ہوئی۔

قادیان میں شدید سردی میں ہندوستان کے ایسے علاقوں سے بھی لوگ آتے ہیں جہاں سردی نہیں پڑتی، درمیانہ موسم رہتا ہے اور ان کو سردی کی عادت ہی نہیں اور اس وجہ سے ان کے پاس گرم کپڑے بھی نہیں ہوتے، لیکن سخت کُہر میں بھی ہم نے دیکھا کہ وہ آرام سے بیٹھے جلسہ سنتے ہیں اور بڑے شوق سے جلسے کے لئے آتے ہیں۔

مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے گھانا کا دورہ فرمایا تھا تو جماعت سے خطاب کے دوران شدید بارش شروع ہو گئی۔ کھلا میدان تھا، اوپر کوئی مارکی نہیں تھی، کوئی اوپر سایہ نہیں تھا۔ اتنی شدید بارش تھی کہ باوجود چھوٹی سی چھتری کے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے اوپر رکھی ہوئی تھی، آپؒ بھی بھیگ گئے تھے۔ چھتری بھی کوئی کام نہیں کر رہی تھی اور لوگ بھی بارش کی پرواہ نہ کرتے ہوئے خاموشی سے کھڑے رہے اور کم از کم بیس پچیس منٹ یا آدھا گھنٹہ شدید بارش میں بھیگتے رہے لیکن مجال ہے کہ کوئی اِدھر سے اُدھر ہوا ہو بلکہ جہاں کھڑے تھے وہاں اتنا پانی کھڑا ہو گیا کہ ان کے پاؤں بھی ٹخنوں سے اوپر پانی میں ڈوبے ہوئے تھے۔ بوٹ، جرابیں، کپڑے سب بھیگے ہوئے تھے۔

پھر دو سال پہلے جب مَیں نے تنزانیہ کا دورہ کیا ہے تو لجنہ کے خطاب کے دوران شدید بارش ہو گئی۔ وہاں مارکیاں بھی اتنی مضبوط نہیں ہوتیں اور نیچے پولز (Pols) کی سپورٹ بھی اتنی زیادہ نہیں تھی۔ بارش اتنی شدید تھی کہ مارکی کی چھت جو کہ پوری طرح تکون نہیں تھی اس کے تکون نہ ہونے کی وجہ سے پانی کا صحیح طرح نکاس نہیں ہو رہا تھا اور پانی اوپر جمع ہونا شروع ہو گیا اور ایک وقت ایسا آیا کہ مارکی پانی کے وزن سے پھٹ گئی اور پانی ایک شدید شراٹے سے نیچے آیا لیکن عورتیں اور بچے خاموشی سے بیٹھے رہے۔ کہا جاتا ہے کہ عورتوں میں صبر نہیں ہوتا، اِدھر اُدھر ہو جاتی ہیں۔ افریقہ کے دور دراز ملک کے لوگ جن میں نومبائعین

بھی تھے جو پہلی دفعہ جلسہ سننے کے لئے آئے تھے خاموشی سے بیٹھے رہے۔ مجال ہے جو کسی قسم کی گھبراہٹ کا اظہار کیا ہو۔ کسی قسم کی گھبراہٹ کے بغیر انہوں نے ساری تقریر سنی اور مجھے احساس نہیں ہوا کہ اتنی شدت سے پانی ان کے اوپر آرہا ہے۔ جب بھی پانی آتا تھا ایک طرف ہوجاتی تھیں۔ کچھ بھیگ بھی گئیں اور اس کے پھٹنے کے بعد بھی جیسا کہ مَیں نے کہا مسلسل بارش ہوتی رہی اور مختلف جگہوں سے مارکی پھٹتی رہی اور پانی ان کے اوپر گرتا رہا اور تھوڑا بہت بھی نہیں بلکہ شراٹے سے نیچے گرتا رہا لیکن عورتیں اور بچے خاموشی سے بیٹھے رہے۔

تو موسم ایک احمدی کے جوش ایمان پر کوئی اثر نہیں ڈالتا، چاہے وہ افریقہ کا رہنے والا ہو یا ایشیا کا رہنے والا ہو یا یورپ کا رہنے والا ہو۔ یہاں مجھے کسی نے کہا کہ شاید باہر سے آئے ہوئے لوگ تو آجائیں لیکن یہاں کے پرانے مقامی لوگ موسم کی شدت کی وجہ سے شاید خوفزدہ ہوں اور نہ آئیں۔ لیکن اللہ کے فضل سے اس وقت بھی پنڈال (مارکی) میں کافی لوگ بیٹھے ہیں اور ٹریفک کی وجہ سے باہر پھنسے ہوئے بھی ہیں۔ تو اللہ کے فضل سے کافی تعداد میں لوگ آئے ہیں۔ اور موسم کی شدتیں ہمارے ایمانوں کی گرمی میں کبھی روک پیدا نہیں کرسکیں اور نہ انشاء اللہ کریں گی۔ اس لئے مجھے امید ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی یہی مرضی ہے کہ بارش ہوتی رہے اور ہم اس موسم میں جلسہ سنیں تو جلسے کا انتظام درہم برہم نہیں ہوگا اور آپ سب لوگ اس سے مکمل تعاون کریں گے۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا کچھ لوگ آ بھی رہے ہیں اور کچھ لوگ راستے میں ہوں گے۔ مزید آنے کا پروگرام بھی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ حاضری پر بھی زیادہ اثر نہیں پڑے گا۔ تاہم یہ دعا ضرور مانگنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بداثرات سے ہم سب کو بچائے اور یہ بارش اور یہ موسم اللہ تعالیٰ کی ناراضگی لئے ہوئے نہ ہو۔

آنحضرت ﷺ انشاء اللہ ایسے موسموں میں جب ہوا اور آندھی اور طوفان اور بارش کی شدت ہوتی تھی تو یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَھَا وَخَیْرَ مَا فِیْھَا وَخَیْرَمَا اُرْسِلَتْ بِہٖ۔ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّمَافِیْھَا وَشَرِّمَا اُرْسِلَتْ بِہٖ۔ اے اللہ! مَیں اس بارش، ہوا، آندھی، طوفان کی تجھ سے ظاہری اور باطنی خیر و بھلائی چاہتا ہوں اور وہ خیر بھی چاہتا ہوں جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے اور مَیں اس کے ظاہری اور باطنی شر سے اور اس شر سے بھی پناہ مانگتا ہوں جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہوئے، اس کے سامنے جھکیں رہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر حال میں ہمیں خیر پہنچے اور اللہ تعالیٰ ہر شر سے بچائے۔

ان دنوں میں خاص طور پر دعاؤں پر زور دیں، جیسا کہ مَیں نے کہا برطانیہ بارشوں اور طوفانوں کی زد میں ہے اور دنیا کے دوسرے ممالک بھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں ان دنوں میں ایک جگہ جمع ہوکر دعاؤں کا یہ موقع دیا ہے اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے آگے تو کوئی مشکل نہیں ہے کہ محکمہ موسمیات کی اس پیشگوئی کے باوجود کہ آئندہ دو تین دن میں بارشیں ہوتی رہیں گی، ہمیں ان بارشوں سے محفوظ رکھے اور ہمارا جلسہ بخیر و خوبی اختتام کو پہنچے اور ہم جلسہ کی برکات سمیٹ کر بیٹھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ اپنے انعاموں کا وارث بناتا رہے۔

اس وقت جلسہ کے تعلق سے کچھ توجہ مہمانوں کو بھی دلانا چاہتا ہوں۔ کچھ باہر سے آنے والے اس جلسہ میں پہلی دفعہ شامل ہورہے ہیں اور اکثریت گو کئی سالوں سے آنے والوں کی ہے لیکن اس اکثریت کو بھی بعض امور کی یاددہانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح چند باتوں کی طرف کارکنان کو بھی توجہ دلاؤں گا گو کہ پہلے بہت سی باتوں کی طرف توجہ دلا چکا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے مہمانوں اور میزبانوں کو ایک حدیث میں اس طرح توجہ دلائی ہے کہ مہمانوں اور میزبانوں دونوں کو ایک دوسرے کا خیال رکھنا چاہئے۔

ایک حدیث میں آتا ہے، آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اپنے مہمان کی تکریم کرے۔ اس کی خصوصی مہمان نوازی ایک دن رات ہے۔ جبکہ عمومی مہمان نوازی تین دن تک ہے اور تین دن سے زائد صدقہ ہے۔ مہمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اتنا عرصہ مہمان نواز کے پاس ٹھہرا رہے کہ میزبان کو تکلیف میں ڈالے۔

(ابوداؤد کتاب الاطعمة باب فی الضیافة، مسند احمد باب 3 صفحہ 37)

ایک مومن کے لئے مہمان کی مہمان نوازی بھی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان کی ایک شرط ہے اور فرمایا کہ مہمان کی تکریم کرے۔ تکریم کیا ہے؟ یعنی خوش دلی سے اس کی مہمان نوازی کرے، کھلے ہاتھوں سے اس کا استقبال کرے، گھر میں لائے، اس کے سامنے کوئی ایسی بات نہ کرے جس سے اس کے جذبات کو تکلیف پہنچے۔ اس کی عزت افزائی کرے اور نہ صرف منہ سے بلکہ اپنے ہر عمل سے بھی مہمان سے انتہائی خلوص کا سلوک کرے اور اس کو کسی بھی عمل سے یہ اشارہ تک نہ ہو کہ اس کا آنا میزبان کے لئے مشکل کا باعث بن گیا ہے۔ اپنے وسائل کے لحاظ سے بہترین رنگ میں اس کی رہائش اور خوراک کا انتظام کرے اور یہ سب کچھ ایک مومن اپنے مہمان کے لئے اس لئے کر رہا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرے اور ہر ایک کے اپنے اپنے وسائل اور بعض مجبوریاں ہوتی ہیں اس لئے فرمایا کہ ایک دن تو تکلیف برداشت کرکے بھی تکریم کرنا پڑے تو کرو اور خاص تکلّف کرو، یہی تکریم ہے۔ اس کے بعد پھر عمومی مہمان نوازی ہے اور مہمان کو یہ نصیحت فرمائی کہ تم بھی حقیقت کو سامنے رکھو اور اپنے میزبان پر زیادہ بوجھ نہ بنو۔ اور اس کو یہ بتانے کے لئے کہ تمہارا اپنے میزبان پر زیادہ بوجھ ڈالنا اللہ اور اس کے رسولؐ کے نزدیک پسندیدہ فعل نہیں ہے، فرمایا تین دن سے زیادہ کی مہمان نوازی پھر صدقہ بن جاتا ہے اور صدقہ تو صرف انتہائی غریب اور ضرورتمند کو دیا جاتا ہے۔ پس یہ ایسا سمویا ہوا حکم ہے جو مہمان اور میزبان دونوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہے کہ ان کے حقوق و فرائض کیا کیا ہیں اور اس کو بلاوجہ کے تکلفات سے بھی بچاتا ہے۔ اسی طرح میزبان کو بھی جیسا کہ مَیں نے کہا توجہ دلاتا ہے اور مہمان کو بھی تاکہ دونوں کے تعلقات محبت اور پیار قائم رہیں۔ تو جب تک میزبان کا خیال کرتے ہوئے مہمان اس پر ناجائز بوجھ نہیں ڈالے گا اس وقت تک محبت و پیار کا تعلق قائم رہے گا۔ تو یہ مہمان کو کہا ہے اگر تم ناجائز بوجھ ڈال رہے ہو اور لمبی مہمان نوازی چل رہی ہے تو پھر یہ مہمان نوازی نہیں بلکہ پھر یہ صدقہ بن جاتا ہے اور صدقہ بھی زبردستی کا جو تم اس سے لے رہے ہو۔

پس ایک حسین معاشرے کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ دونوں فریق اپنے حق کو پہچان کر ادا کریں۔ یہاں جلسے پر دوسرے ممالک سے لوگ آتے ہیں۔ فاصلے اور جہازوں کی سیٹوں کی بکنگ کی وجہ سے زیادہ ٹھہرنا پڑتا ہے، مجبوری ہے۔ اس لئے جماعتی نظام بھی پندرہ دن کی مہمان نوازی کرتا ہے۔ پس تمام مہمان جو خالصتاً اس مقصد کے لئے آئے ہیں کہ جلسہ سے استفادہ کریں اور دعاؤں کے وارث بنیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لئے کی ہیں، اس بات کا خیال رکھیں کہ بجائے اس کے کہ جماعتی نظام یا ان کے دوست احباب ایسا اظہار کریں جس سے اکرام ضیف پر زد پڑتی ہو تو خود ہی اپنے پروگرام ایسے رکھیں کہ پندرہ دن میں یا جو بھی انہوں نے پہلے آکر اپنے میزبان کو وقت بتایا ہے واپسی ہوجائے۔

پاکستان سے آنے والوں کی بھی اکثریت تو مجھے ملی ہے جو جلدی جانے کا ارادہ رکھتے ہیں اور خالصتاً جلسے کی نیت سے آئے ہیں لیکن بعض یہاں رہ کر اپنے کام بھی کرتے رہتے ہیں اور جماعت پر بوجھ بھی ڈالتے ہیں۔ اسی طرح چند ایک ایسے بھی ہیں جو اسائلم کی نیت سے آتے ہیں۔ گزشتہ سال بھی اسی طرح کچھ لوگ آئے تھے تو ہمیشہ میں واضح کرتا ہوں، اب بھی واضح کردوں کہ جلسہ پر آنے والے چاہے وہ ہندوستان سے آئے ہیں یا

بنگلہ دیش سے آئے ہیں یا پاکستان سے آئے ہیں یا کسی بھی ملک سے آئے ہیں ان کو برٹش ایمبیسی نے ویزا اس لئے دیا ہے کہ انہوں نے جلسہ میں شامل ہونا ہے۔ پس یہ اعتماد جو ایمبیسیز جماعت کے ممبران پر کرتی ہیں، انہیں ٹھیس نہ پہنچائیں اس سے جماعت کی بھی بدنامی ہوتی ہے اور آئندہ سال کے لئے جو لوگ جلسہ پر آنا چاہتے ہیں انہیں بھی اس وجہ سے کہ تمہارے کچھ لوگ جلسہ کے نام پر گئے تھے اور واپس نہیں آئے، ویزا دینے سے انکار ہوجاتا ہے۔ اس بارے میں ایک اور بات یاد رکھیں کہ چند لوگوں نے یورپ کے دوسرے ممالک میں جاکر اسائلم کیا تھا، اس کی بھی اجازت نہیں ہے۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ جلسہ پر آنے کی نیت کو نیک رکھیں اور جلسہ کی برکات سے فیضیاب ہونے کے بعد جتنی جلدی واپسی ہوسکتی ہے کریں۔

پھر ایک بات جس کی طرف مہمانوں اور میزبانوں دونوں کو توجہ دلانی چاہتا ہوں یہ ہے کہ اس میں سے باہر سے آنے والے ملکوں کے مہمان بھی ہیں ان کو توجہ دلانی ہے اور یہاں اس ملک کے رہنے والے جو اس جلسہ میں شامل ہورہے ہیں ان کو بھی توجہ دلانی ہے کہ یہ جلسہ جس کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خالص دینی مقاصد کے حصول کے لئے رکھی ہے اس میں ہر جگہ اور ہر موقع پر اسلامی اخلاق کا مظاہرہ ہونا چاہئے۔

ایک حدیث میں آتا ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ آنحضور ﷺ کی

سب کچھ تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے

Nayaab Travel Fernreisen

احمدی احباب کے لئے ڈسلڈورف میں دنیا بھر کے خوشگوار سفر اور کم قیمت ٹکٹوں کے لئے ایک ہی نام۔ نایاب ٹریول۔
مزید معلومات اور فوری بکنگ کے لئے بی۔ بیگ اور نصیر بیگ سے رابطہ کریں
لندن جانے اور لندن سے آنے کے لئے فیری کے سستے ٹکٹ ہم سے خرید فرمائیں
(جلسہ کے لئے ایڈوانس بکنگ آفر 99 یورو)

Tel: 00 49 -211 - 2205611-12 Fax: 00 49 - 211 - 220 5613
Mobile: 0160-97902950e-mail: nayaab@web.de
Karl Str. 2 40210 - Dusseldorf (Germany)

خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ جب میں آپ کو دیکھتا ہوں تو میرا دل خوشی سے بھر جاتا ہے اور آنکھوں میں ٹھنڈک پڑ جاتی ہے۔ پس مجھے آپ ہر چیز کے بارے میں بتا دیں، آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پانی سے پیدا کیا ہے۔ اس پر مَیں نے عرض کی کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے کہ جس پر عمل کرنے لگوں تو جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپؐ نے فرمایا کہ سلام کو رواج دو، کھانا کھلایا کرو، صلہ رحمی کیا کرو اور اس وقت نماز پڑھو جبکہ لوگ سو رہے ہوں تو پھر سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

(ترمذی ابواب صفة القیمة)

ایک دوسری روایت بھی اسی طرح کی ہے اس میں ہے کہ جسے تم جانتے ہو یا نہیں جانتے اسے بھی سلام کرو۔

تو یہ ہیں اسلامی اخلاق، کہ سلام کو رواج دو کیونکہ جب سلام پہنچا رہے ہو گے تو امن و سلامتی کا پیغام ایک دوسرے کو دے رہے ہو گے اور دل سے نکلے ہوئے اس پیغام سے دلوں کی نفرتیں اور کدورتیں بھی دور ہوتی ہیں۔ بعض عزیزوں، رشتہ داروں میں چھوٹی چھوٹی باتوں پر رنجشیں پیدا ہو جاتی ہیں اور بڑھتے بڑھتے اس حد تک چلے جاتے ہیں کہ ایک دوسرے سے ملنا جلنا بھی ختم ہو جاتا ہے۔ سلام کرنا تو دُور کی بات ہے ایک دوسرے کی شکل دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ اللہ اور اس کا رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک دوسرے پر سلامتی بھیجو۔ پس ان دنوں میں اس ماحول سے فائدہ اٹھائیں۔ جن میں آپس میں رنجشیں ہیں وہ اس خود ساختہ دیوار کو گرائیں ان رنجشوں کو ختم کریں اور بڑھ کر ایک دوسرے کو سلام کریں تا کہ جس روحانی ماحول سے فیض اٹھانے کے لئے آئے ہیں اس کی حقیقی برکات سے مستفید ہو سکیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسہ کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بیان فرمایا ہے کہ نئے شامل ہونے والے اور پرانے احمدی ایک دوسرے کو دیکھ لیں گے اور اس طرح رشتہ تودّد و تعارف ترقی پذیر ہوگا۔ اگر پرانے رشتوں اور تعلقات میں ہی دراڑیں پڑ رہی ہوں گی تو نئے رشتے بھی پھر مضبوطی والے نہیں ہوں گے۔ ان کا اثر پھر نئے رشتوں پر بھی پڑ رہا ہوگا۔ پس ان دنوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جہاں نئے تعارف حاصل کر کے محبت میں بڑھ رہے ہوں وہاں اس روحانی ماحول کی برکت سے اپنے ٹوٹے ہوئے رشتے بھی جوڑیں اور سلامتی پھیلائیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنیں۔ یہ ایک دوسرے کو سلام کرنے کے نظارے اس کے علاوہ بھی عمومی طور پر نظر آنے چاہئیں۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ سلام کو رواج دو، چاہے ایک دوسرے کو جانتے ہو یا نہیں جانتے سلام کریں اور یہی چیز تودّد و تعارف کا باعث بنے گی، ایک دوسرے سے محبت بڑھے گی۔ اس سلام کرنے میں ڈیوٹی والے بھی شامل ہیں اور دوسرے شاملین کے لئے بھی، ان کو بھی حکم ہے کہ ہر ایک کو سلام کرنے میں پہل کرنی چاہئے تا کہ یہ سلامتی کی فضا اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والی بنے۔ کھانا کھلاؤ، ضرورتمندوں کی ضرورتیں پوری کرو۔ یہ بھی محبت بڑھانے کا ذریعہ ہے۔ پھر فرمایا صلہ رحمی کرو۔ اپنے رشتوں کا احترام کرو اور پھر فرمایا فرض نمازوں کے علاوہ نفلی نمازوں کی طرف بھی توجہ دو۔ ان دنوں تو یہاں اجتماعی انتظام کے تحت رہنے والی اکثریت تو نفلوں کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ ایک بہت بڑی تعداد جو گھروں میں رہتی ہے جو یہاں قیام گاہوں میں نہیں رہ رہی ان تین دنوں میں اپنی فرض نمازوں کا بھی اہتمام کریں اور نفلوں کا بھی اہتمام کریں۔ بجائے اس کے کہ دوستوں اور عزیزوں کے ساتھ رات گئے تک باتیں کرتے رہیں اور مجلسیں جماتے رہیں اور وقت پر نہ سوئیں۔ جس سے صبح اٹھنا مشکل ہو جائے۔ وقت پر سوئیں اور نوافل بھی پڑھیں تا کہ اس جلسہ کے روحانی ماحول سے حقیقی رنگ میں فائدہ اٹھا سکیں اور اللہ تعالیٰ کے رسول اس بات کی ضمانت فرماتے ہیں کہ یہ باتیں پھر تمہیں جنت میں لے جانے والی ہوں گی۔

سلام کو رواج دینے کے سلسلے میں صحابہ کا طریق بھی بتا دوں۔ روایت میں ہے کہ ایک دن ایک صحابی اپنے ایک دوسرے صحابی دوست کے گھر گئے سلام کیا اور کہا کہ آؤ بازار چلیں۔ وہ ان کے ساتھ ہو لئے کچھ دیر بازار میں پھر پھرا کر واپس آ گئے اور کوئی چیز نہیں خریدی۔ چند دنوں کے بعد پھر یہ پہلے صحابی دوبارہ اپنے دوست کے پاس گئے کہ آؤ بازار چلیں۔ تو پہلے صحابی نے پوچھا کہ چند دن پہلے بھی آپ گئے تھے اور پھر پھرا کر واپس آ گئے تھے اور بازار میں کچھ خریدا تو تھا نہیں تو آج بھی اگر اسی طرح کرنا ہے تو آپ کو بازار جانے کی ضرورت کیا ہے۔ کہنے لگے کہ مَیں تو بازار اس لئے جاتا ہوں کہ لوگ ملتے ہیں وہ ہمیں سلام کہتے ہیں ہم انہیں سلام کہتے ہیں اور اس طرح ہم ایک دوسرے کو سلامتی کی دعاؤں سے نوازتے ہیں اور آپس کی محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔

صحابہ تو اس طرح سلام کو رواج دیا کرتے تھے اور مختلف طریقے سوچتے تھے۔ تو یہ ایک دوسرے کو دعائیں دینا اور ایک دوسرے کا خیال رکھنا بھی عبادتوں کی طرف توجہ دلانے کا باعث بنتا ہے جس کے لئے مومن کو توجہ کرنی چاہئے اور جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ نے یہ ماحول آپ کے لئے مہیا فرمایا ہے، اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

بعض انتظامی باتوں کی طرف بھی توجہ دلا دوں۔ سب جلسہ میں شامل ہونے والوں کو ان باتوں کا خیال رکھنا چاہئے۔ جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ بارش کی وجہ سے بعض انتظامی دقتیں پیدا ہو سکتی ہیں اور بارش کے حوالے سے سب سے زیادہ کاروں کی پارکنگ کا مسئلہ پیدا ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے جلسہ کی انتظامیہ نے یہ انتظام کیا ہے کہ یہاں سے دو تین میل کے فاصلے پر ایک پکی بہت بڑی پارکنگ کرائے پر لی ہے۔ آپ میں سے اکثر دیکھ کر بھی آ رہے ہوں گے۔ تو وہاں سے منی بسز کے ذریعہ سے یہاں لانے اور لے جانے کا انتظام بھی ہے۔ اس لئے اس بارہ میں تمام شامل ہونے والے انتظامیہ سے مکمل اور بھرپور تعاون کریں اور اس بات پر ضد نہ کریں کہ ہم نے حدیقۃ المہدی کی پارکنگ میں ہی کار پارک کرنی ہے۔ سوائے اس کے کہ انتظامیہ خود آپ کو اجازت دے۔ انہوں نے اب کچھ حد تک اجازت دینی شروع کی ہے۔ زمین بارش کی وجہ سے کافی نرم ہے اس لئے انتظامیہ سے مکمل تعاون کریں اور اسی طرح پارکنگ کی جگہ سے منی بسز سے جو لانے لے جانے کا انتظام ہے وہاں بھی صبر اور حوصلے سے اپنی باری کا انتظار کریں۔ ایک ڈسپلن کے ذریعہ سے آئیں اور جائیں۔ گزشتہ سال جماعت کے ڈسپلن سے یہاں کی پولیس اور لوگ بہت متاثر ہوئے تھے۔ اس تاثر کو کسی بھی صورت میں زائل نہ ہونے دیں بلکہ پہلے سے زیادہ پابندی کرتے ہوئے ثابت کریں کہ ہم ہر قسم کے حالات میں ڈسپلن کا اور تنظیم کا مظاہرہ کرنے والے لوگ ہیں۔

ایک اور اہم بات سیکیورٹی کے حوالے سے ہے۔ سب شامل ہونے والوں سے مَیں کہنا چاہتا ہوں اور تمام شعبہ جات کے کارکنان سے بھی اور جلسہ میں شامل ہونے والوں سے بھی کہ اپنے اردگرد ماحول پر نظر رکھیں۔ دنیا کے حالات اِس قسم کے ہیں کہ کسی بھی قسم کے امکان کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس ضمن میں، مَیں خواتین سے کہنا چاہتا ہوں کہ بعض دفعہ چیکنگ سے وہ بُرا مان جاتی ہیں، اس لئے مکمل تعاون کریں۔ اگر آپ کو کوئی چیک کرلے تو اس میں کوئی بے عزتی کی بات نہیں ہے۔ مَیں نے سنا ہے کہ بعض شکوہ کرتے ہیں کہ ہم فلاں عہدیدار کی عزیز یا خود عہدیدار ہیں اور اس کے باوجود انہیں چیک کیا گیا۔ ہر عہدیدار یا کسی عزیز کو ہر ڈیوٹی والا تو جانتا نہیں ہے۔ بعض دفعہ عورتوں کو بیگوں کی وجہ سے زیادہ چیک کرنا پڑتا ہے یہ مجبوری ہے۔ مَیں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اگر مردوں کو بھی چیک کیا جائے تو انہیں برا نہیں منانا چاہئے۔

مجھے یاد ہے کہ ربوہ میں مسجد اقصیٰ میں جمعہ اور عیدین پر چیکنگ ہوتی ہے اور کئی دفعہ مجھے بھی چیک کیا گیا، مَیں نے تو کبھی برا نہیں منایا بلکہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مجھے امیر مقامی بنایا تو تب بھی ایک دفعہ مجھے چیک کیا گیا۔ تو چیکنگ میں کبھی برا نہیں منانا چاہئے۔ آپ کا مکمل تعارف ہر خادم کو نہیں ہوتا جیسا کہ مَیں نے آپ کو کہا۔ تو اس لئے اس نظام سے بھی مکمل طور پر تعاون کریں اور یہ اعتراض پیدا نہ ہو کہ مجھے کیوں چیک کیا گیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی ایک واقعہ ہے کہ قادیان میں جب احرار کا خطرہ تھا اور خیال تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار یا دوسری قبروں کی وہ لوگ بے حرمتی نہ کریں تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے بہشتی مقبرہ میں خدام کا پہرہ لگوایا اور کوڈ نمبر دیئے کہ جو بھی ہو اگر کوئی کوڈ نمبر کے بغیر اندر آنے کی کوشش کرے اس کو اندر نہیں آنے دینا تو ایک دفعہ چیک کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ خود چھپ کر گئے۔ غالباً رات کا وقت تھا۔ خدام نے روکا۔ آپ نے اپنا نام بتایا۔ خدام نے کہا نہیں اس طرح اجازت نہیں مل سکتی جب تک آپ اپنا کوڈ نمبر نہیں بتائیں گے اور اس بات پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بڑی خوشنودی کا اظہار فرمایا کہ یہ خدام ہیں جنہوں نے اپنی صحیح ڈیوٹی دی ہے۔ تو یہ جو انتظام ہے یہ ہمارے اپنے ہی فائدے کے لئے ہے۔ اس میں کسی بھی قسم کی برا منانے والی بات نہیں ہے۔ لیکن ڈیوٹی والی خواتین ہیں یا مرد ہیں ان کو بھی مَیں کہتا ہوں کہ آپ لوگوں کو اپنے رویّوں سے کسی بھی قسم کا ایسا اظہار نہیں کرنا چاہئے جس سے سختی، کرختگی یا کسی بھی طرح کا یہ احساس ہو کہ آپ دوسرے سے

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

عزت سے پیش نہیں آتے۔ بعض بلاوجہ کی سختی کرتے ہیں، گزشتہ سال بھی شکایات آتی رہی تھیں۔ اللہ تعالیٰ اس جلسے کو بابرکت فرمائے اور ہر ایک کو ہر لحاظ سے اپنی حفاظت میں رکھے اور کوئی ایسی بات نہ ہو جو کسی کے لئے بھی تکلیف کا باعث بنے اور جیسا کہ مَیں نے کہا عمومی طور پر سب شامل ہونے والوں اور ڈیوٹی والوں کو اپنے ماحول پر نظر رکھنی چاہئے کیونکہ یہ سیکیورٹی کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ جب ہر ایک چوکس ہوگا تو شرارت کرنے والوں کو آسانی سے شرارت کو موقع نہیں ملتا۔ لیکن اس بارے میں ایک بات یاد رکھیں کہ اگر کوئی مشکوک مرد یا عورت کو دیکھیں تو اس پر نظر رکھیں اور حفاظت کے شعبہ کو اطلاع کریں۔ خود براہ راست اس سے چھیڑ چھاڑ نہ کریں اور سیکیورٹی والوں کے آنے تک اس پر نظر رکھیں۔ ہر ایک خود بھی اس بات کی پابندی کرے کہ اپنے شناختی کارڈ ہمراہ رکھیں بلکہ سامنے رکھیں اور کارکنان کی طرف سے شناختی کارڈ دکھانے کا جب بھی مطالبہ ہو تو فوراً ان کو دکھا دیں۔

جیسا کہ مَیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ گزشتہ سال تمام فکروں کے باوجود اس علاقے کے لوگ ہمارے ڈسپلن اور تنظیم سے بہت متاثر ہوئے تھے اس سال بھی خاص طور پر اس کا خیال رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرنے کی توفیق دے۔ ان دنوں میں اپنے لئے اور اپنے گھروں میں پیچھے چھوڑے گھر والوں کے لئے بھی دعائیں کریں۔ آنحضرت ﷺ سفر پر جاتے ہوئے جو دعائیں کرتے تھے ان میں سے ایک اس طرح سے ہے۔

حضرت عبداللہ بن ساجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر پر روانہ ہوتے تھے تو سفر کی مشقتوں اور غمگین ہو کر واپس لوٹنے، کام سنورنے کے بعد اس کے بگڑنے اور مظلوم کی بد دعا اور اہل و عیال اور اموال میں برا منظر دیکھنے سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو ہر شر سے محفوظ رکھے۔ نہ سفر کی صعوبتیں ان کو نقصان پہنچائیں، نہ موسم کی شدت انہیں کوئی نقصان پہنچائے اور خیریت سے گھروں کو جائیں۔

جلسہ پر شامل ہونے والوں کو دعائیں دیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اس جلسے پر جس قدر احباب محض للہ تکلیف سفر اٹھا کر حاضر ہوئے خدا ان کو جزائے خیر بخشے اور ان کے ہر قدم کا ثواب ان کو عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’’بالآخر مَیں دعا پر ختم کرتا ہوں کہ ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسے کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرمائے اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روز آخرت میں اپنے بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا! اے ذوالمجد والعطاء اے رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت و طاقت تجھی کو ہے۔ آمین ثم آمین‘‘۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام دعاؤں کا وارث بنائے۔

بقیہ: رپورٹ جلسہ سالانہ یوکے 2007ء از صفحہ نمبر 2

میں پھیل جائے گا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ وہ عظیم الشان پیشگوئیاں ہیں جس کے بارہ میں چیلنج ہے اگر دنیا سمجھتی ہے کہ یہ اتفاقی بات ہے تو یہ پیشگوئیاں کس طرح پوری ہو رہی ہیں۔ آج ہم سب جو اس جلسہ میں موجود ہیں اس پیشگوئی کی صداقت کا نشان ہیں۔ ہر احمدی مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا نشان ہے اور اس بات پر گواہ ہے کہ آنے والا آ گیا ہے اور سچا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج دنیا بھر کے ممالک سے احمدی یہاں بیٹھے ہیں یہ کس وجہ سے آئے ہیں؟ یہ مسیح موعودؑ کی صداقت کا نشان ہے۔ قادیان کی بستی جس کو کوئی نہیں جانتا تھا آج دنیا کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی ہے۔ آج مسیح موعودؑ اور خلافت کی محبت آپ لوگوں کو کھینچ کر لائی ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس پیشگوئی میں مسیح موعود کو بھی نصیحت ہے کہ جو لوگ آئیں گے ان کو دیکھ کر گھبرانا نہیں۔ حضور نے دعا کی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نمائندگی میں اللہ تعالیٰ مجھے بھی توفیق دے کہ آپ کی محبت کا جواب محبت سے دے سکوں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ ’’یہ جو تکفیر کے فتوے لگ رہے ہیں یہ سب بے سود ہوں گے اور خدا تعالیٰ اپنے وعدوں کو پورا کرے گا‘‘۔ آپ کی زندگی میں آپ پر مقدمات بنائے گئے۔ آپ کو نقصان پہنچانے اور مقدمات میں ملوث کرنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن آپ کا معصوم ثابت ہونا ایک نشان بن گیا۔ آپ پر الزام لگایا گیا کہ آپ انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہیں اور انگریزوں نے آپ کو جہاد کی مخالفت کے لئے کھڑا کیا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کو سچا ثابت کرنے کے لئے جس طرح اس جری اللہ نے قدم اٹھایا اس کے قریب بھی کوئی نہیں پھٹک سکتا۔ حضور نے فرمایا کہ اس زمانہ میں جہاد تلوار کا نہیں قلم کا ہے۔ پھر فرمایا: دنیا میں صلح پھیلاؤ اسی سے دین اسلام پھیلے گا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اے عالم اسلام کے عالمو اور مولویو! مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ وقت تلوار کے جہاد کا نہیں۔ اس پر آپ پر فتویٰ لگایا گیا کہ انگریزوں نے کھڑا کیا ہے لیکن آج کیا ہو رہا ہے۔ سب سربراہان اور علماء وہی باتیں کر رہے ہیں۔ نوائے وقت کے ایس ایم اسلم صاحب نے ’’فریضہ جہاد کے متعلق غلط فہمیاں‘‘ کے تحت مضمون میں لکھا کہ نفس کے خلاف جہاد کرنا جہاد اکبر ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن نے دہلی میں ایک بیان میں کہا کہ جہاد کے نام پر معصوم لوگوں کو قتل کرنا جہاد نہیں ہے۔ شہزادہ عبداللہ نے کہا: اسلام رواداری اور درمیانی راستے کا مذہب ہے۔ مفتی سعودی عرب نے کہا: آج جو خودکش حملے کر رہے ہیں وہ دین کی خدمت نہیں کر رہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: یاد رکھو ایک مفتری اور کذاب کا کام کبھی نہیں چلتا۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کر دیتا ہے۔ پھر فرماتے ہیں اب یہ بھی سن لو کہ بڑا خوش قسمت ہے وہ کہ اسلام جیسے پاک مذہب میں داخل ہو کر اپنے اندر نیک تبدیلیاں پیدا کرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ پاک تبدیلی پیدا کرنے کے لئے انسان کو قرآنی تعلیم نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد (ق: 17) کے مطابق اللہ تعالیٰ کو شہ رگ سے بھی قریب سمجھنا چاہئے اس سے انسان کے اعمال درست ہوں گے۔ فرماتے ہیں ’’یاد رکھو صرف زبانی باتوں سے کچھ نہیں ہوتا جب تک دل کی عزیمت کے ساتھ شرائط بیعت کی پابندی نہ کی جائے‘‘۔

پس آج ہر احمدی جو بیعت میں شامل ہے اس کی ذمہ داری ہے کہ عہد کرے کہ آج ہم نے اس تعلیم کے ذریعہ انقلاب پیدا کرنا ہے اور تمام دنیا کو آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے لانا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ جو خدا کا ہو جاتا ہے خدا اپنی تائید و نصرت سے اسے فتح نصیب کرتا ہے۔ ہر شر سے بچاتا ہے اور حفاظت کرتا ہے۔ خدا سب وفاداروں سے زیادہ وفا کرنے والا ہے۔ اس خدا سے تعلق جوڑنا ہر احمدی کی آخری منزل ہونا چاہئے۔ خدا تعالیٰ ہمیں اپنے اندر ایسی تبدیلیاں پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ خدا اپنے وعدوں کو پورا کرے اور ہم اپنی کمزوریوں کی وجہ سے اس سے دور نہ ہوں۔ پس دعاؤں، دعاؤں پر زور دیں۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

چھ بجے شام حضور انور کے خطاب کا اختتام ہوا اور اس طرح جلسہ سالانہ کے پہلے دن کی کارروائی بفضلہٖ تعالیٰ بخیر و خوبی مکمل ہوئی۔

الفضل انٹرنیشنل کے شماروں کی حفاظت کریں

یہ اخبار دنیاوی آلائشوں سے بالاتر دینی اور دنیوی علوم کا خزانہ ہے۔ قومی امنگوں اور ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔ الفضل میں آیات قرآنی، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے فرمودہ ملفوظات اور تحریرات کے علاوہ ڈھیروں مقدس حوالہ جات بھی شامل ہوتے ہیں جن کا مطالعہ کرنا، ان کو دوسروں تک پہنچانا، ان پر عمل کرنا اور ان کے ذریعے بچوں کی تعلیم و تربیت کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ ان تمام مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے الفضل کے پرچوں کی حفاظت اور ان کو ترتیب سے ریکارڈ میں رکھنا ہماری اولین ذمہ داری ہے۔

احباب جماعت کی دینی تعلیم و تربیت پر مشتمل یہ مواد احترام کا تقاضا کرتا ہے۔ اس کو ردّی میں دوسرے اخبارات کے ساتھ فروخت کرنا اس کے احترام کو پامال کرنے کے مترادف ہے۔ اگر سنبھالنا ممکن نہ ہو تو احتیاط کے ساتھ اس کو تلف کریں کہ ان مقدس تحریرات کی بے حرمتی نہ ہو اور کسی الزام کا پیش خیمہ نہ بنے۔ امید ہے احباب جماعت اس طرف خصوصی توجہ فرمائیں گے اور اس سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے اس کے ادب و احترام کو بھی ملحوظ خاطر رکھیں گے۔ (مینیجر)

دعاؤں کی عادت ڈالیں اور یہی روح اپنی اولاد میں بھی پیدا کریں۔

(ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

! SPECIAL OFFER FOR JALSA SALANA GERMANY!

Ferry return ticket from 85, - Euro

Dover -> Calais & Calais -> Dover

Shaheen Reisen Darmstadt - Germany

Fon: +49 6151 36 88 525

E-Mail: shaheen-reisen@gmx.de

ہے زندہ قوم وہ، نہ جس میں ضعف کا نشاں ملے!

جیو تو کامراں جیو

(مختلف معاشرتی مسائل کا نفسیاتی اور واقعاتی تجزیہ اور اسلامی تعلیم کی روشنی میں ان کا حل)

(ڈاکٹر امتہ الرقیب ناصرہ۔ جرمنی)

قسط نمبر 6

جھوٹ، بے انصافی، خودغرضی

جھوٹ ایک چھپا ہوا شرک ہے۔ یہ قوموں کو اور انسانوں کو بے حد کمزور کرتا ہے۔ کیونکہ شرک چاہے ظاہری ہو یا چھپا ہوا ہو وہ ہمیشہ کمزور کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (الحج: 31) ترجمہ۔ پس چاہیئے کہ تم بت پرستی کے شرک سے بچو۔ اسی طرح اپنی عبادت اور فرمانبرداری صرف اللہ کے لئے مخصوص کرتے ہوئے جھوٹ بولنے سے بچو۔

جھوٹ کا بھی ایک بُت ہوتا ہے۔ انسان اس کی پرستش کرتا ہے۔ اور سچ سے دُور چلا جاتا ہے۔ مگر سچ بولنے کی طاقت صرف خدا دیتا ہے۔ انسان کئی مواقع پہ کمزور ہو جاتا ہے۔ اور اس کے لئے سچ بولنا بے حد مشکل ہوتا ہے۔ مگر جھوٹ کی مثال ایسے ہے کہ جیسے کوئی ڈوبنے والا سانپ پہ ہاتھ ڈال دیا اور سمجھے کہ مَیں بچ جاؤں گا۔ انسان کو چاہیئے کہ ہر دن بار بار یہ دعا کرتا رہے کہ خدا تعالیٰ اس کو سچ بولنے کی توفیق دے اور کبھی فخر نہ کرے کہ ہم سچ بولتے ہیں۔ سچ کی توفیق صرف خدا کے فضل سے آتی ہے۔ خدا کے اذن کے بغیر دنیا کا کوئی انسان سچ نہیں بول سکتا۔ خدا کی دی ہوئی طاقت سے ہی وہ سچ بول سکتا ہے۔ سچ کا ایک رعب ہوتا ہے۔ سچ مضبوطی عطا کرتا ہے جبکہ جھوٹ رشتوں کو کمزور کرتا ہے۔ اس لئے رشتہ کرتے وقت خاص طور پر قولِ سدید سے کام لینے کا حکم ہے۔ جھوٹ کی وجہ سے بے انصافی جنم لیتی ہے اور بے انصافی سے ظلم اور بڑھ جاتا ہے اور جھوٹ میں خودغرضی چھپی ہوئی ہوتی ہے۔ جھوٹ بولنے سے کئی بار گھر ٹوٹ جاتے ہیں۔

دنیا کے ہر ملک میں سچ بولنے والے لوگ بھی ہوتے ہیں اور جھوٹ بولنے والے بھی۔ جب ہم پھنس جائیں تو خدا کے فضل سے اسلام احمدیت کی برکت ہمیں سچ بولنے کی توفیق دیتی ہے۔ یورپ اور امریکہ وغیرہ میں جو لوگ پناہ لینے کے لئے کیس کرتے ہیں۔ کئی بار وکیل اور سب لوگ کہتے ہیں کہ مصلحت یہ ہے کہ یہ بات یوں کہہ دو۔ یہ سچ ہے کہ سچائی سے بات کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم اپنے سارے راز بتا دیں، یہ کمزوری کی علامت ہے۔ ہم خاموش رہ سکتے ہیں مگر غلط بیانی سے کام لینے سے اگر ویزا مل بھی جائے تو اس میں برکت نہیں ہوتی۔ اس لئے عام طور پر احمدیوں کی اکثریت صاف، سیدھی اور سچّی بات کرتی ہے۔ مگر کبھی کبھی کچھ لوگ ایسا نہیں کرتے تو کمزوری کا احساس ہوتا ہے۔

ایک بار کوئی خاندان پناہ لینے کے لئے جرمنی آیا۔ ان کے سربراہ نے سب کے کہنے کے مطابق یہ بیان دیا کہ مجھے پاکستان میں کئی مسئلے تھے۔ ابھی فیصلہ نہ ہوا تھا کہ ان کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا اور انہوں نے وکیل اور سب دوستوں کے منع کرنے کے باوجود اگلے دن عدالت میں جا کر جج کو صاف صاف کہہ دیا کہ کل جو مَیں نے بیان دیا تھا اس میں یہ، یہ بات مَیں نے غلط کہی تھی اور یہ جھوٹ تھا اب مَیں سچ بتا رہا ہوں تمہاری مرضی ہے تم مجھے ویزا دو یا نہ دو۔ جج کو یہ بات اتنی اچھی لگی کہ اس نے اسی وقت کیس پاس کر دیا اور ویزا دے دیا۔ تو سچ انسان کو مضبوط کرتا ہے۔ ہو سکتا تھا کہ فیصلہ ایسے نہ ہوتا اور جج کیس کو نامنظور کر دیتا۔ لیکن اگر پھر وہ پاکستان جاتے تو اللہ کی رحمتیں لے کر جاتے۔ پاکستان کا بھی وہی خدا ہے جو یورپ کا خدا ہے۔

جھوٹ اور جھوٹی گواہی اسلام میں حرام ہے۔ ہمارے ملک پاکستان کو، اس کے معاشرے کو، اس ملکِ عزیز کی عورتوں کو، مردوں کو جتنا جھوٹ اور جھوٹی گواہیوں نے کمزور کیا ہے شاید کسی اور چیز نے اتنا نہ کیا ہو۔ مگر پاکستان میں لوگوں کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ اللہ کے فضل سے احمدی جھوٹ نہیں بولتے، بے انصافی اور ظلم نہیں کرتے۔ بلکہ اگر کوئی احمدی عدم تربیت یا کمزوری کی وجہ سے جھوٹ بولے یا بے انصافی کرے تو یہ بات مخالفوں کے لئے بھی تعجب انگیز ہوتی ہے اور اس کی اس حرکت پر اس کے خلاف مرکز کو یا خلیفۃ المسیح کو لوگ شکایت کرتے ہیں کہ یہ احمدی ہو کر جھوٹ بولتا یا بے انصافی کرتا ہے۔

ایک بار ملازمت کے دوران مَیں اپنی ڈیوٹی ختم کر کے گھر آ گئی تو مجھے ہسپتال سے فون آیا کہ ایک عورت کو سرٹیفکیٹ جاری کرنا ہے جو ہسپتال آئی ہے۔ پھر بعد میں مجھے عدالت میں گواہی بھی دینی ہو گی۔ اس عورت کا کہنا تھا کہ مخالف پارٹی نے ان پر حملہ کیا کئی لوگوں کو نقصان ہوا اور اس عورت کو بہت چوٹیں آئیں۔ اب وہ مخالف پارٹی کے خلاف تھانے میں پرچہ درج کروانا چاہتے تھے۔ مَیں نے فون کرنے والے ڈاکٹر کو کہا کہ میری تو ڈیوٹی ختم ہو گئی ہے۔ ہسپتال دوسرے شہر میں تھا۔ مَیں نے کہا کہ اب مَیں اپنے شہر میں آ گئی ہوں میرے لئے مشکل ہے کہ مَیں دوبارہ آؤں۔ اس ڈاکٹر نے کہا اس عورت کے پاس آپ کے مخالف غیر احمدی مولوی صاحب کا رقعہ ہے۔ سوچ لیں اگر آپ نہ آئیں تو وہ مولوی صاحب مسجد میں آپ کے خلاف خطبہ دے دیں گے اور اس نے یہ بھی کہا کہ پہلے میرے خلاف مولوی صاحب نے خطبہ دے دیا ہے۔ کئی لوگ میرے خلاف ہو گئے ہیں۔

مَیں نے کہا اگر مولوی صاحب نے میرے خلاف خطبہ دے دیا تو مجھے پریشانی تو ہو گی مگر میں نہیں آ سکتی۔ اس ڈاکٹر نے کہا ڈاکٹر صاحبہ وہ عورت بہت تکلیف میں ہے۔ اس کو چیک کرنے کے بعد کچھ علاج وغیرہ کی بھی شاید ضرورت ہو اور اس کے ساتھ بہت سارے گاؤں کے لوگ ہیں سب شور ڈال رہے ہیں۔ مَیں فوراً اس لئے ہسپتال کے لئے روانہ ہو گئی کہ عورت تکلیف میں ہے۔ جب مَیں وہاں پہنچی تو وہاں کوئی عورت نہ تھی اور گاؤں کے لوگ بھی غائب تھے۔ مَیں نے فون کرنے والے ڈاکٹر سے پوچھا عورت کہاں ہے؟ وہاں ایمرجنسی ڈیوٹی پر جتنے لوگ تھے وہ بے تحاشہ ہنسنے لگے اور انہوں نے کہا۔ ڈاکٹر صاحبہ آپ اپنے ساتھ ڈیوٹی کرنے والی دائی سے پوچھیں اس نے اس عورت کو کیا کہا تھا؟ وہ اس کی بات سنتے ہی اٹھ کر بھاگ گئی اور گاؤں والے بھی بھاگ گئے۔ مَیں نے اس سے پوچھا تم نے کیا کہا تھا؟ اس نے کہا مَیں نے کہا تھا کہ وہ لیڈی ڈاکٹر جو آ رہی ہے وہ مرزائی ہے۔ وہ آ کر تمہیں چیک کرے گی۔ اگر اسے لگا کہ تم جھوٹ بول رہی ہو تو جو سچ ہو گا وہ لکھ دے گی اور تم مشکل میں پڑ جاؤ گی۔ سچ سچ بتاؤ یہ سب جو تم کہہ رہی ہو یہ تمہارے ساتھ ہوا ہے۔ اس نے کہا۔ ایسا کچھ نہیں ہوا۔ ہم تو مخالف پارٹی کو پھنسانا چاہتے تھے۔ میرے خاوند نے کہا تھا لیڈی ڈاکٹر تو عورت ہے۔ عورتیں تو بے وقوف ہوتی ہیں تم شور ڈالنا۔ لیڈی ڈاکٹر کو کیا پتہ چلے گا وہ تمہیں سرٹیفکیٹ دے دے گی۔ اب تم کہہ رہی ہو کہ وہ مرزائی ہے۔ میں کسی اور علاقے کے گورنمنٹ ہسپتال میں جا کر سرٹیفکیٹ لے لیتی ہوں۔ یہ تو محض خدا تعالیٰ کا احسان ہے، ہماری تو کوئی اوقات نہیں ہے۔ ہم تو حقیر لوگ ہیں، ہم اتنے مضبوط نہیں ہیں۔ وہ صرف میرے احمدی ہونے کا سن کر بھاگ گئی کہ احمدی ڈاکٹر غلط سرٹیفکیٹ نہیں دے گی۔ یہ احمدیت کا رعب ہے۔

بے انصافی، خودغرضی

بے انصافی سے گھر اور معاشرہ اور قوم کے لوگ سب کمزور ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی گھروں میں ایسے ہوتا ہے کہ انجانے میں کسی ایک بچے کو زیادہ توجہ دی جاتی ہے اور دوسرے بچوں کو کم توجہ دی جاتی ہے۔ اس طرح وہ بچہ بھی کمزور ہو جاتا ہے اور دوسرے بچے بھی ہوتے ہیں۔ اکثر گھروں میں ایک ایسا بچہ ہوتا ہے کبھی وہ چھوٹا بچہ ہوتا ہے کبھی وہ درمیان والا ہوتا ہے اور کبھی وہ سب سے بڑا والا بچہ ہوتا ہے جس کے لئے کئی بار دوسرے بچوں کے ساتھ بھی بے انصافی اور ظلم ہوتا ہے۔ وہ بچے ساری عمر معاشرے میں صحیح طرح گھل مل کر نہیں رہ سکتے۔ خود بھی مصیبتیں اٹھاتے ہیں اور ارد گرد کے لوگوں کو بھی مصیبت میں ڈالے رکھتے ہیں۔ ہم ایسے بچوں کو خودغرض بنا دیتے ہیں۔ اس لئے کہ ہم نے اس کو اس کے حق سے بہت زیادہ دے دیا جس نے اُس کو تباہ کر دیا۔

ایسی ایک لڑکی ہے جس میں خدا تعالیٰ نے بہت ساری اچھی صلاحیتیں رکھی ہیں اب وہ کافی بڑی ہو گئی ہے۔ اس کے گھر والوں نے سارا وقت اُس کے سارے کام کیئے ہیں۔ اس کو کھانا وقت پر تیار ملتا ہے۔ کسی کام کے لئے ضرورت ہو تو گھر کے افراد کام کر دیتے ہیں۔ اُس کے ساتھ کہیں جانا ہو، کوئی بھی بات ہو وہ کسی سے مدد بھی لے لیتی ہے۔ اُس کی شہزادیوں جیسی زندگی ہے مگر اس کے باوجود وہ خود پر بے تحاشہ ترس کھاتی ہے اور سارا وقت اُس کو لگتا ہے کہ اُس کے ساتھ بے انصافی ہو گئی ہے۔ وہ اپنے آپ کو پیدائشی مظلوم سمجھتی ہے۔ وہ اپنی صلاحیتوں کو ضائع کر رہی ہے۔ وہ اپنی خوشی کے لمحات معمولی معمولی باتوں سے ناراض ہو کر ضائع کر دیتی ہے۔ کوئی بات اس کی مرضی کے خلاف ہو جائے تو وہ شور ڈال دیتی ہے۔ اس نے اپنے آپ کو خود بھی مصیبت میں ڈالا ہوا ہے اور دوسروں کو بھی۔ ڈاکٹر نے اس کے گھر والوں کو کہا کہ تم اس کے کام کرنا چھوڑ دو۔ اصل میں وہ سب کے ساتھ بے انصافی اس لئے کر رہی ہے کہ اس کو صرف خدمت کروانے کا پتہ ہے، خدمت کرنی نہیں آتی۔

خود پہ ترس کھانے والے اور اپنے آپ کو مظلوم سمجھنے والے لوگ کبھی دوسروں کے ساتھ انصاف نہیں کر سکتے۔ کئی بار ایسے بچے جن کو بہت زیادہ لاڈ پیار کیا جائے، حد سے زیادہ توجہ دی جائے وہ بنیادی اخلاق سے بھی کافی دور ہو جاتے ہیں۔ مثلاً ادب، لحاظ اور تمیز وغیرہ۔ ان کی شخصیت مسخ ہو جاتی ہے۔ بچوں کے ساتھ عدل اور انصاف یہ ہے کہ چاہے وہ چھوٹا ہے یا بڑا اس کو ایک توازن کے ساتھ توجہ اور پیار دیا جائے۔ اور خدمت بھی نارمل حد تک کی جائے۔ اس کو خدمتیں کر کر کے ناکارہ نہ بنا دیا جائے۔ اسے دنیا میں زندہ رہنے کے قابل رہنے دیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کا اخلاق ایسا ہو کہ خدا تعالیٰ ناراض ہو جائے۔ ایسے لوگ اپنی زندگی میں دوسروں کے ساتھ بے انصافی کر کر کے بہت سے کانٹے اپنی اور دوسروں کی راہوں میں بکھیرتے رہتے ہیں۔ ایک وقت آتا ہے کہ خدا تعالیٰ ان کی اصلاح کے لئے ان ہزاروں کانٹوں میں سے چند کانٹے چنواتا ہے اس وقت بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ اس وقت انسان چیختا ہے اور پھر اس کی آنکھیں کھلتی ہیں ان کو پھر یقین نہیں آتا کہ وہ اتنے بے وقوف اور ظالم کیسے تھے کہ انہوں نے دوسروں کی اتنی حق تلفی کر دی۔ پھر دل کو چیر دینے والا پچھتاوا ہوتا ہے۔ پھر انسان یہ خواہش کرتا ہے کہ ایک بار وہ وقت دوبارہ اسے مل جائے تو وہ کبھی کسی کے ساتھ بے انصافی نہ کرے۔

ہمارا خدا اتنا پیارا خدا ہے کہ انسان اگر سچے دل سے توبہ کرے اور خود کو بدل لے، بے انصافی اور ظلم کی کچھ تلافی کرنے کی کوشش کرے تو خدا تعالیٰ رحم سے توجہ فرماتا ہے اور معاف کرتا ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ وہ انسان خود کو اور اپنی بری عادتوں کو بدل ڈالے۔ ایک عورت کا اپنے خاوند کے ساتھ انصاف یہ ہے کہ وہ اپنے گھر اور بچوں کی اچھی طرح دیکھ بھال کرے اور بچوں کو باپ کے خلاف کرنے کی کبھی کوشش نہ کرے۔ اس سے سارا گھر کمزور ہو گا اور اصل بات یہ ہے کہ خدا کے ساتھ ہمارا عدل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہماری کتنی باتیں مانیں، ہمیں کتنی خوشیاں دیں اگر کبھی خدا اپنی مرضی کر لے تو ہم ہنسی خوشی صبر سے مصیبت برداشت کریں۔

میاں بیوی ایک دوسرے کے وفادار رہیں یہ بھی عدل کی بات ہے۔ معاشرے میں انصاف قائم کرنے کی کوشش کریں خودغرضی کو نہ پھیلنے دیں۔ خودغرضی سے معاشرہ تباہ ہو جاتا ہے۔ خاوند، بیوی بچوں کے ساتھ

بے انصافی نہ کرے۔

ہم اپنے رشتہ داروں، عزیزوں، ہمسائیوں غرض سب سے یہاں تک کہ جانوروں سے بھی بے انصافی نہ کریں اور نہ ہی خودغرضی کریں۔ ہر ایک جاندار سے رحم کا سلوک کریں۔ ہم احمدیوں سے لوگ یہ اُمید کرتے ہیں کہ ہم انصاف اور احسان کا معاملہ کریں گے، بے انصافی نہیں کریں گے۔ اور یہ اسلام احمدیت کی برکت سے ہوتا ہے کہ احمدی انصاف ایثار احسان کا معاملہ کرسکتے ہیں اور خودغرضی نہیں کرتے۔

ایک بار فضلِ عمر ہسپتال ربوہ کی ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ کو ایک سفر میں ایک عورت ملی۔ ڈاکٹر صاحبہ نے سفر کے دوران اُس کی کوئی مدد کی وہ بے حد خوش ہوئی اور خوش ہوکر کہنے لگی ''تم سیدانی ہو''۔ یعنی اس کے نزدیک صرف رسول کریم ﷺ کی نسل کے لوگ ایسے اچھے کام کرسکتے ہیں کہ ضرورت مند کی مدد کریں اور خودغرضی نہ دکھائیں۔ ڈاکٹر صاحبہ نے کہا نہیں مَیں سیدانی نہیں ہوں۔ پھر اُس نے اپنے مخصوص پنجابی لہجے میں کہا: ''فیر مرزین ہونی''، یعنی پھر احمدی ہی ہوگی۔ یعنی پھر احمدی ایسے اچھے کام کرسکتے ہیں۔

ایک بار ایک عورت ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ کا کوئی نسخہ میرے پاس لے کر میرے ہسپتال میں آئی۔ مَیں نے دیکھ کر کہا ٹھیک ہے تم یہ نسخہ استعمال کرتی رہو۔ اس نے مجھے بڑے یقین سے کہا ''تو مرزین ہے نا''۔ مَیں نے کہا ہاں مَیں احمدی ہوں مگر تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ اس نے کہا کہ تم نے کتنے پیار سے یہ نسخہ پکڑا ہے۔ ورنہ تو کئی لوگ ناراض ہوتے ہیں اگر ہم کسی اور کا نسخہ اُن کو دکھائیں۔ تم احمدیوں میں آپس میں بڑا پیار اور اتفاق ہے۔ مَیں نے کہا: ہاں یہ بات تو ہے۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی ہے کہ مَیں تو ان سے کام سیکھ کر آئی ہوں یہ تو بے انصافی ہوگی اگر مَیں ان کے نسخے پہ ناراض ہوجاؤں۔

دشمنوں سے بھی انصاف کریں

اسلام مسلمانوں کو اتنا مضبوط دیکھنا چاہتا ہے کہ نہ صرف ہم اپنے پیاروں سے انصاف کا معاملہ کریں بلکہ اپنے دشمنوں سے بھی انصاف کریں۔ میں پورے وثوق سے یہ بات کہتی ہوں کہ دشمنوں سے انصاف کا معاملہ سراسر خدا کی توفیق سے ہوسکتا ہے۔ دعا سے ممکن ہے اور اسلام احمدیت کی برکت سے ممکن ہے اور یہ کافی مشکل امتحان ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرمایا ہے: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰامِیْنَ لِلّٰہِ شُھَدَآءَ بِالْقِسْطِ۔ وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا۔ اِعْدِلُوْا۔ ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی۔ وَاتَّقُوا اللّٰہَ۔ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔

(سورۃ المائدۃ آیت 9)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! تم انصاف کے ساتھ گواہی دیتے ہوئے اللہ کے لئے استادہ ہو جاؤ۔ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ تم انصاف نہ کرو۔ تم انصاف کرو۔ وہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ جو کچھ تم کرتے ہو۔ اللہ اس سے یقیناً آگاہ ہے۔''

دشمن سے انصاف کا معاملہ کر کے انسان کو بیحد مضبوطی عطا ہوتی ہے۔ دشمن سے انصاف کرنے کی خدا تعالیٰ کیسے توفیق دیتا ہے۔ ایک واقعہ یوں ہے کہ ایک بار گورنمنٹ ہسپتال میں ملازمت کے دوران پولیس آفیسر ایک عورت کو میرے پاس لے کر آیا کہ اس کو میڈیکل سرٹیفکیٹ جاری کرنا ہے۔ اس عورت کا کہنا تھا کہ ایک آدمی نے اس پر تشدد کیا اور زیادتی کی ہے۔ جس آدمی کے خلاف وہ بیان دے رہی تھی وہ احمدیوں اور شیعوں کا سخت مخالف تھا۔ وہ ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے مجھے دھمکیاں دی تھیں اور ان کی وجہ سے کافی مسائل پیدا ہوئے تھے۔ ان کی دھمکیوں کی وجہ سے میڈیکل سپرنٹنڈنٹ نے مجھے کہا تھا کہ آپ اپنے ساتھ حفاظت کے لئے گارڈ رکھ لیں۔ ہم ان لوگوں سے ڈرتے ہیں یہ لوگ بلیک میل کرنے والے ہیں۔ ہم آئی جی پنجاب سے نہیں ڈرتے مگر اُن سے ڈرتے ہیں۔ سارے ہسپتال والے خوش تھے کہ اب اس مولوی کو سزا ہوگی کیونکہ وہ سب کو تنگ کرتا تھا۔ جب میں نے اس عورت کو دیکھا تو مجھے لگا کہ اس کا بیان صحیح نہیں ہے۔ مَیں نے اس سے کہا تم کہتی ہو کہ یہ واقعہ دو تین دن پہلے کا ہے اور تمہارا بیان ہے کہ تمہارا دانت ٹوٹا ہے۔ زخم لگے ہیں تم مجھے سچ سچ بتاؤ یہ زخم تم نے خود لگائے ہیں اور دانت تو پرانا ٹوٹا ہوا لگتا ہے۔ اس نے شور ڈال دیا۔ اُس نے کہا مرزائی ہو کے تم میرے ساتھ ظلم اور بے انصافی کر رہی ہو یعنی مرزائی تو ظلم نہیں کرتے۔ مَیں نے کہا مرزائی ہوں اس لئے چاہتی ہوں کہ انصاف ہو جائے، مَیں انصاف کئے دیتی ہوں۔ مَیں اس کو اپنے دو سینیئر ڈاکٹرز کے پاس لے گئی۔ میں نے کہا آپ یہ بتادیں اس کا دانت کب ٹوٹا ہے اور زخم کیسے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دانت تو چھ ماہ پہلے ٹوٹا ہوگا اور زخم اس نے خود لگائے ہیں۔ پھر ان دونوں نے مجھ سے پوچھا یہ عورت کون ہے؟ مَیں نے ان کو بتایا کہ یہ اس مولوی کے خلاف مقدمہ کرنے والی ہے۔ وہ دونوں سخت پریشان ہوگئے اور بڑی ہمدردی سے مجھے کہنے لگے۔ ڈاکٹر صاحبہ آپ کو کیا ہوگیا ہے۔ پہلے ختمِ نبوت والے آپ کے دشمن ہیں اب اس عورت کے فرقے والے بھی آپ کے دشمن ہو جائیں گے۔ اور ہم سب یہ چاہتے ہیں کہ اس مولوی کو سزا ملے آپ کیا چھان بین میں پڑ گئی ہیں۔ چھوڑیں یہ سب اور جو یہ کہتی ہے لکھ دیں۔ جب مَیں نے اس عورت کو زور دے کر پوچھا تو وہ مان گئی کہ اس نے اس آدمی کی دشمنی کی وجہ سے یہ مقدمہ کیا تھا۔ یہ سب زخم وغیرہ جھوٹ ہے مگر مجھے کہتی رہی تم تو مرزائی ہو مرزائیوں کا تو وہ سخت دشمن ہے۔ مَیں نے کہا مجھے معلوم ہے وہ ہمارا دشمن ہے مگر مَیں مجبور ہوں۔ مَیں جانتے بوجھتے ہوئے غلط بات نہیں لکھ سکتی۔ جو بات سچ تھی مَیں نے لکھ دی اگر میرے علم میں صحیح بات نہ آتی اور میں غلط بات لکھ دیتی تو وہ علیحدہ بات تھی۔ مگر اب یہ میرا امتحان ہے کہ مجھے صحیح لکھنا ہے کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ صحیح کیا ہے۔ ایسے وقت میں کئی بار انسان کمزور ہوسکتا ہے۔ اگر خدا اُسے توفیق دے تو پھر وہ کامیاب ہوتا ہے کہ وہ انصاف کر سکے۔ مگر میں پاکستان کے عوام الناس اور ارباب اختیار لوگوں سے یہ کہتی ہوں کہ ہم دعائیں کریں اور ہر کوئی جہاں ہے وہاں بھرپور کوشش کرے کہ ہمارے ملک میں انصاف کا بول بالا ہو۔ ہم اپنے ملک کی خدمت کرسکیں۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ ساری دنیا میں امن ہو اور ہمارے پیارے ملک پاکستان میں بھی ہو۔ میں خصوصیت سے پاکستان والوں کو اس لئے کہہ رہی ہوں کہ وہاں پہ عوام پس رہیں ہے۔ عوام بہت اچھے ہیں مگر ان کو مولویوں اور کچھ سیاست دانوں نے یرغمال بنایا ہوا ہے۔ (سب سیاست دان بُرے نہیں ہمارے تجربے میں کچھ اچھے لوگ بھی آئے تھے) عوام بے حد کمزور ہیں۔ اُن کو جس طرف مولوی یا سیاست دان لگاتے ہیں وہ اس طرف لگ جاتے ہیں۔ اگر ہم اپنے ملک کو ایک مضبوط، طاقتور ملک دیکھنا چاہتے ہیں تو نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی مدد کریں۔ یہ کام عوام کو کرنا ہوگا۔ مصلحت اچھی چیز ہے۔ مصلحت سے رہیں مگر مصلحت کی وجہ سے خود کو اور دوسروں کو کمزور نہ کریں۔ مجھے بھی اکثر لوگ کہتے تھے آپ دریا میں رہ کر مگر مچھ سے بیر لے لیتی ہیں۔ مَیں کہتی تھی۔ مَیں مگر مچھ سے بیر نہیں لیتی۔ مَیں تو بچنا چاہتی ہوں، مگر مچھ میرے راستے میں آجاتا ہے مَیں کیا کروں۔ اور مگر مچھ کے ڈر سے میں اُس سے جو میرا اور مگر مچھ کا خالق ہے اور مالک ہے۔ تو بیر نہیں لے سکتی۔

اگر انصاف کرنے کی کوشش کی وجہ سے ہجرت کرنی پڑ جائے تو خدا کی زمین بہت وسیع ہے اور خدا ہجرت کے بعد بے شمار فضل کرتا ہے۔ یہ ایک تجربہ شدہ بات ہے۔ مگر بے انصافی کی وجہ سے فساد ہوتا ہے اور پھر ایسی جگہ ہماری بہو، بیٹیوں کی عزت محفوظ نہیں ہوتی۔ اس طرح ہم میں بحیثیت ایک قوم کمزوری اور بے بسی کا احساس پیدا ہو رہا ہے۔ ہمارے ملک میں اکثر لوگ انصاف کرنا چاہتے ہیں اور انصاف کو پسند کرتے ہیں مگر اُن کو تحریک کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ لوگوں کو انصاف کی تحریک ہم نے کئی بار کی اور خداتعالیٰ نے اِس میں کامیابی بھی دی۔ الحمدللہ

ایک بار ایک 12 سال کی لڑکی کو پولیس میرے پاس لے کر آئی کہ اس کو چیک کر کے سرٹیفکیٹ جاری کردیں۔ اس کا بیان تھا کہ کسی نے اس کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ اس کا باپ معذور تھا اور ماں اس کے غم میں بیمار تھی۔ وہ لڑکی پولیس کے پاس اکیلی آئی تھی۔ جب مَیں نے اُسے دیکھا تو میرے دل کو بے حد تکلیف ہوئی اس کی ذہنی اور جسمانی حالت بے حد خراب تھی۔ وہ کبھی ہنستی تھی۔ کبھی روتی تھی۔ مجھے ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر نے آفس میں بُلایا اور کہا: ڈاکٹر صاحبہ اُس لڑکی کو چیک کر کے آپ جو سرٹیفکیٹ لکھیں گی وہ ملزموں کے جو یہ رشتہ دار صاحب بیٹھے ہیں اُن کو دے دیں۔ قانوناً ہم نے وہ سرٹیفکیٹ صرف پولیس کو دینا ہوتا ہے۔ مَیں نے کہا: عدالت کا تو حکم نہیں ہے کہ مَیں ان کو سرٹیفکیٹ دوں۔ اس نے کہا عدالت کے حکم کو چھوڑ دیں، آپ دے دیں اس سے ان کے کیس پہ اچھا اثر پڑے گا۔ ان کا وکیل اس سرٹیفکیٹ میں کوئی کمی ڈھونڈے گا اس سے ان لڑکوں کی ضمانت ہو جائے گی۔ مَیں نے ان صاحب سے کہا کیا یہ الزام جو وہ لڑکی آپ کے رشتہ داروں پہ لگا رہی ہے سچ ہے؟ اس نے کہا چھوڑیں ڈاکٹر صاحبہ لوگ ایسی غلطیاں کرتے ہی ہیں۔ یہ لڑکی والے کمّی کمین لوگ ہیں۔ ہم معاملہ رفع دفع کروا لیں گے۔ مجھے شدید غصّہ آ گیا مگر مَیں نے اس سے کہا ٹھیک ہے تم جاؤ۔ پھر مَیں نے انچارج ڈاکٹر کو کہا۔ مَیں اس کو یہ سرٹیفکیٹ نہیں دوں گی۔ اس کو غصّہ آ گیا۔ اس نے کہا ڈاکٹر صاحبہ مَیں اس ہسپتال کا انچارج ہوں مَیں آپ کے دفتر کا تالہ توڑ کر رجسٹر سے وہ سرٹیفکیٹ لے سکتا ہوں۔ مَیں نے کہا۔ آپ ضرور تالہ توڑیں اور وہ رجسٹر لے لیں۔ اس میں جو سارے سرٹیفکیٹ ہیں وہ ملزموں میں بانٹ دیں مَیں نہیں روکوں گی مگر اس سے پہلے مجھے ایک بات بتائیں کیا آپ کی کوئی بیٹی ہے؟ اس نے کہا ہاں ہے۔ مَیں نے کہا۔ ٹھیک ہے مَیں اس مظلوم لڑکی کو آپ کے آفس میں بھیج دیتی ہوں آپ اس کی حالت دیکھ لیں۔ پھر سوچیں اگر ہم ملزموں کی پشت پناہی کرتے رہے تو ہماری بیٹیاں اس ملک میں کیسے رہیں گی۔ یہ سن کر وہ ڈر گیا۔ اس نے کہا مَیں اس لڑکی کو نہیں دیکھنا چاہتا۔ پھر اس نے ڈسپنسر کو بلا کر کہا وہ آدمی جو سرٹیفکیٹ لینے آیا ہے اس کو کہو ہم سرٹیفکیٹ نہیں دیں گے۔ اس کے ملزموں کو جیل میں سڑنے دو اور اگر اب دوبارہ وہ سرٹیفکیٹ مانگنے میرے پاس آیا تو مَیں اس کی ٹانگیں توڑ دوں گا۔ مَیں نے شکر کیا کہ معاملہ حل ہوگیا۔

ہم نے بارش کا پہلا قطرہ بننا ہے۔ انصاف کے لئے خود دُکھ اٹھا کر اپنے ملک کو مضبوط کرنا ہے۔ کاش ہم اپنے ملک کی خدمت کرسکیں۔ بہت سے لوگ ہیں جو اپنے ملک کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ مگر وہ اپنے ملک میں بے حد غیر محفوظ ہوتے ہیں اس لئے وہ اپنے ملک کو چھوڑنے پہ مجبور ہو جاتے ہیں مگر وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ انصاف کے لئے ہم جہاد کریں گے تو خدا ہماری حفاظت کریگا۔ انشاء اللہ۔ چاہے ہم جہاں بھی رہیں ہم خدا کی پناہ میں ہیں کیونکہ خدا انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور اپنے محبوبوں کو خدا ذلیل و رسوا نہیں کرتا۔ یہ خدا کی سنّت ہے۔

ایک بار ایک ممبر صوبائی اسمبلی نے مجھے کسی عورت کے لئے ایک سرٹیفکیٹ لکھنے کو کہا جو کہ سچ نہ تھا۔ یعنی غلط بات لکھنی تھی۔ مَیں نے انکار کردیا۔ میرے ہسپتال کے انچارج نے کہا ڈاکٹر صاحبہ آپ کو سخت نقصان ہوگا۔ آپ MPA کو انکار کررہی ہیں۔ مَیں نے کہا خدا بچا لے گا۔ اس نے کہا خدا بعد میں آئے گا MPA پہلے آئے گا اور آپ کو نقصان پہنچائے گا۔ مَیں نے کہا MPA رہے گا تو آئے گا۔ خدا تو ہمیشہ رہے گا۔ اس نے کہا دیکھیں گے۔ مَیں نے کہا ہم بھی دیکھیں گے۔ پھر مَیں ڈر گئی۔ مَیں نے سوچا کہ خدا میری کمزوریوں کی وجہ سے اگر مدد کو نہ آیا تو انہوں نے کہنا ہے نعوذباللہ تمہارا خدا کمزور تھا۔ مَیں دعا کرتی رہی کہ مَیں نے بغیر ارادے کے چیلنج کر دیا ہے خدایا! میری مدد کرنا کہیں شکست نہ ہو جائے۔ مگر ہمارا پیارا! ہمارا خالق اور غفار خدا اتنا مہربان ہے کہ تین دن بعد اسمبلیاں ٹوٹ گئیں۔ وہ MPA نہ رہا۔ ہم نے تو شکر کیا۔ صوبائی اسمبلی کے بعض ممبران نے ڈاکٹرز کو مصیبت ڈالی ہوئی تھی۔ کچھ اچھے ممبران بھی ہوتے ہیں سب بُرے نہیں ہوتے۔ انصاف کرنے سے نہ ڈریں۔ انصاف کی حقیر سے حقیر کوشش کرنے والوں کے لئے بھی خدا مدد کو بھاگ کر آتا ہے۔ (باقی آئندہ)

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔

(مینجر)

نصرت جہاں احمدیہ گرلز سیکنڈری سکول بو(سیرالیون)میں

یوم مسیح موعود علیہ السلام کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: نعیم احمد صدیق، وائس پرنسپل)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے نصرت جہاں گرلز سیکنڈری سکول بو(Bo) کو مورخہ 6/مئی 2007ء بروز اتوار جلسہ یوم مسیح موعودؑ منانے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ۔ جلسہ گاہ اور سٹیج کو مختلف بینرز اور رنگ برنگی جھنڈیوں سے سجایا گیا تھا۔

جلسہ کے مہمان خصوصی مکرم سعیدالرحمٰن صاحب امیر و مشنری انچارج سیرالیون تھے جو اس جلسہ میں شرکت کے لئے خصوصی طور پر فری ٹاؤن سے تشریف لائے تھے۔ دیگر مہمانوں میں پیراماؤنٹ چیف کاکوا چیفڈم، ریجنل مشنری بو، صدر جماعت احمدیہ بو، صدر لجنہ اماء اللہ بو، Uno Liberis کے ڈپٹی ان کمانڈ، بورڈ ممبران اور دیگر متعدد معززین شامل تھے۔ سکول کی طالبات کی بھرپور شرکت کے علاوہ والدین اور کمیونٹی کی ایک بڑی تعداد نے جلسہ میں بھرپور شرکت کی۔ کل حاضری 200 رہی۔ الحمدللہ علیٰ ذلک۔

جلسہ کا آغاز صبح دس بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو ایک طالبہ نے مع ترجمہ پیش کی۔ بعدازاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے عربی قصیدہ کے چند اشعار سکول کی طالبات کے ایک گروپ نے اردو اور انگریزی ترجمے کے ساتھ مترنم آواز میں پیش کئے۔

جلسہ کی خصوصیت طالبات کی سیر حاصل تقاریر تھیں۔ ان طالبات نے جماعت احمدیہ کے عقائد، مسیح موعود کی آمد کی نشانیاں، شرائط بیعت کے مقاصد، جماعت احمدیہ کا مستقبل اور سیرت حضرت مسیح موعودؑ کے موضوعات پر تقاریر کیں۔

سب طالبات نے قرآن واحادیث اور ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی روشنی میں سورۃ التکویر کی تفسیر بیان کرتے ہوئے سورج و چاند گرہن، ستاروں کا ماند پڑنا، سیاسی وسماجی جماعتوں کا قیام، اخبار و رسائل کی اشاعت، ذرائع آمدورفت ریلوے اور جہاز کی ایجاد، اونٹوں کا ترک کیا جانا اور دیگر نشانیوں کا ذکر کیا کہ کس طرح حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں یہ تمام نشانیاں روز روشن کی طرح عیاں ہوئیں۔ آج حضرت مسیح موعودؑ کے اقرار سے ہی سکون حاصل ہوسکتا ہے۔ اسی طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں جماعت احمدیہ کے عقائد بیان کئے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی بیان فرمودہ دس شرائط بیعت اور سیرت حضرت مسیح موعودؑ میں حضرت اقدس کا بچوں سے حسن سلوک کے مختلف واقعات بیان کئے۔

سکول طالبات کے گروپس نے حضرت مسیح موعودؑ کی نظم کا انگریزی ترجمہ Light of Muhammad اور Promised Messiah has come مختلف لَے کے ساتھ سنایا۔

پیراماؤنٹ چیف مکرم رشید کمانڈا ابونگے صاحب جو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پیدائشی احمدی ہیں جلسہ میں رونق افروز تھے۔ حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ 23/مارچ 1889ء کو حضرت مرزا غلام احمد، مسیح موعود نے لدھیانہ (انڈیا) میں بیعت لے کر سلسلہ احمدیہ کا آغاز فرمایا۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ پہلے مبائع تھے جو بعد میں خلیفۃ المسیح الاوّل ہوئے۔ سکول کی سطح پر جلسہ یوم مسیح موعود منانے کو پیراماؤنٹ چیف نے بہت سراہا۔ انہوں نے کہا کہ دنیا اس وقت مادہ پرستی میں بُری طرح جکڑی ہوئی ہے۔ طالبات کی تربیت کے لئے اس طرح کے شاندار پروگرام ترتیب دینے سے مقصد ان کی اعلیٰ علمی صلاحیتوں کو چمکانا ہے۔ انہوں نے سکول انتظامیہ، سٹاف اور طالبات کا بھی شکریہ ادا کیا۔

مکرم امیر صاحب سیرالیون نے خطاب کرتے ہوئے Pioneer احمدیہ مشنریز مولانا الحاج نذیر احمد صاحب مرحوم اور مولانا عبدالرحیم صاحب نیر کا ذکر خیر کیا۔ آپ نے ان مبلغین کی قربانیوں اور کاوشوں کا ذکر کیا کہ کس طرح انہوں نے مشکل حالات میں قربانیاں دیں اور سیرالیون میں احمدیہ مشن کا قیام ہوا۔ آپ نے جلسہ یوم مسیح موعودؑ کا پس منظر بیان کیا اور پہلی بیعت لدھیانہ کا بھی ذکر کیا۔ آپ نے بیعت کا مطلب اور مقاصد بھی بیان کئے۔

سکول کی پرنسپل محترمہ در زریں نعیم صاحبہ نے طالبات وحاضرین سے "عصر حاضر کے لئے اُسوہ" کے موضوع پر خطاب کیا۔ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت کے بعض واقعات بیان کئے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کا بچوں، گھر والوں اور صحابہؓ سے حسن سلوک کے واقعات بیان کئے۔ آپ نے ان واقعات کی روشنی میں اس بات پر زور دیا کہ عصر حاضر کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔ آپ کی سیرت سے انسان سیکھ کر انسانیت کی بلندیوں کو پاسکتا ہے۔

پروگرام کا دلچسپ حصہ ایک ٹیبلو (Tableau) تھا جو سکول کی طالبات نے "میری رات دن بس یہی اک صدا ہے" دن، رات، سورج، چاند، پہاڑ، ستارے، مچھلی، چرند، درندے، پرندے، ہوا وغیرہ کی طرح کے لباس پہن کر خدا کی حمد ٹیبلو (Tableau) کی صورت میں پیش کی جس سے حاضرین بہت لطف اندوز ہوئے۔

دوران جلسہ جلسہ گاہ نعرہ ہائے تکبیر، اللہ اکبر، اسلام احمدیت زندہ باد اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نعروں سے گونجتا رہا۔ آخر پر سکول کا نغمہ (School Song) Ahmadiyya came to serve for ever تمام طالبات نے مل کر گایا۔ تمام حاضرین احتراماً کھڑے ہوگئے۔

مہمانان کرام کو جلسہ کے اختتام پر کھانا پیش کیا گیا۔ ایک بجے یہ جلسہ کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ الحمدللہ

قارئین سے درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ ہماری ان عاجزانہ مساعی میں برکت ڈالے اور ہمیں جلسہ کی برکات سے نوازے۔ آمین

❁❁❁❁❁❁

جماعت سین ڈی ایگو، کیلی فورنیا (امریکہ) کی ایک بین المذاہب محفل میں

احمدی مبلغ کی تبلیغ اسلام

(رپورٹ: انور محمود خان۔ لاس اینجلیس)

سچا مذہب اتحاد اور یکجہتی کا پیغامبر ہے۔ 21/جنوری بروز اتوار ایک بین المذاہب محفل میں دو صد افراد کی شمولیت اور تبلیغ اسلام کا ایک اور حسین موقع میسر آیا۔ Poway بین المذاہب کونسل کے زیر اہتمام یکجہتی کے لئے دعائیں، بچوں کی پریڈ جنہوں نے اپنے ہاتھوں میں بائبل کے نسخہ جات پکڑے ہوئے تھے کے ساتھ ساتھ مختلف مذاہب کے نمائندگان کی تقاریر پر مشتمل یہ مکمل پروگرام ترتیب دیا گیا تھا۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے مکرم امام شمشاد احمد ناصر صاحب نے اسلام کی نمائندگی کی سعادت حاصل کی۔

اس تقریب میں آٹھ مذاہب کے نمائندگان نے حصہ لیا جن میں ہندومت، بدھ مت، سکھ ازم، عیسائیت، بہائیت اور یہودیت اور فکر نو کے علاوہ اسلام شامل ہیں۔ جملہ مقررین کو "سچا مذہب متحد کرتا ہے۔ ایک ایسے دائرے کی تشکیل جو سب کو سموسکے"۔ اس عنوان کو پانچ منٹ میں سمونا تھا۔ اور اس پر طرہ یہ کہ اپنی مذہبی کتب کے حوالے سے اس عنوان پر روشنی ڈالنی تھی۔

حقیقت یہ ہے کہ تمام مقررین سوائے اسلام کے اس عنوان کے مرکزی مضمون کو بیان کرنے سے قاصر رہے۔ ان سب نے محض جذباتی طور پر امن کا قیام اور یکجہتی کی ضرورت پر روشنی ڈالی۔

عیسائیت کے نمائندہ نے اپنی تقریر میں عیسائیت کے ماضی کی نشاندہی کرتے ہوئے عاجزانہ معذرت کی کہ کس طرح عیسائیت نے زمانہ ماضی میں دوسرے مذاہب کے ساتھ بدسلوکی کا نمونہ پیش کیا۔ تاہم اپنی کتب کے حوالہ سے کوئی تعلیم اس بارہ میں پیش نہ کی۔

راھبہ تمارا مالینو جو یہودی ٹمپل کی نمائندہ تھیں نے طالمود سے دو واقعات بیان کئے اور ایک مشہور یہودی محقق کا ذکر کیا جنہوں نے یہودیوں میں اپنی تعلیمات رائج کرنے کے لئے دائروں کی تشکیل کا ادارہ قائم کیا۔ اس محقق نے اسی عنوان کو آج کے اجلاس کا مرکزی نقطہ بطور عنوان پیش کیا تاہم تورات میں بیان فرمودہ کسی اصول اور ضابطے کا ذکر نہ کیا۔

ہندو مت، بدھ مت اور سکھ ازم وغیرہ کے نمائندگان نے بھی بڑے زور شور سے یکجہتی اور باہمی تعاون کا ذکر کیا مگر ان کے مذاہب میں ان کو کیسے پیش کرتے ہیں یہ کسی تقریر میں نہ سنا گیا۔

امام شمشاد احمد ناصر صاحب نے اسلام کے نمائندہ کی حیثیت سے اسلام کی پاکیزہ تعلیم پیش کی۔ امام صاحب نے بتایا کہ تمام سچے مذاہب توحید کی تعلیم دیتے ہیں۔ بین المذاہب جو فرق بالبداہت نظر آتا ہے وہ ان کی کمیت اور کیفیت میں مضمر ہے۔ اکثر مذاہب علاقائی اور قومی نوعیت کے ہیں اور ان کی تعلیمات کا محور ان کے ماننے والوں میں یکجہتی اور امن کو قائم کرنا ہے۔ اس بنا پر ان مذاہب کا دوسرے مذاہب کے ماننے والوں سے براہ راست واسطہ نہیں رہا لہذا بین المذاہب تعلقات استوار کرنے کی نہ ضرورت محسوس کی گئی اور نہ ہی اس سلسلہ میں کوئی کاوشیں کی گئیں۔

لیکن آج کا ماحول اور ضروریات اس امر کی متقاضی ہیں کہ بین المذاہب رواداری کو اپنا شعار بنایا جائے کیونکہ انسانیت کی بقاء اس سے وابستہ ہوچکی ہے۔ مکرم امام صاحب نے قرآن کریم کی بائیسویں سورۃ کی آیات 40-41 کی روشنی میں یہ تعلیم پیش کی کہ مسلمان نہ صرف اپنی حفاظت کی کوشش کریں بلکہ دیگر مذاہب پر حملے کی صورت میں ان کی حفاظت کی پوری کوشش کریں جن کو مذاہب کی خاطر تکالیف دی گئیں۔ اس پیاری تعلیم کی بنیاد چھ ارکان ایمان اور پانچ احکام اسلام ہیں۔ مکرم امام شمشاد صاحب نے ان ہر دو حصوں کی وضاحت کی۔ امن عالم کے قیام کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ حجۃ الوداع کے اقتباسات پیش کئے کہ کس طرح عالمگیر سطح پر امن کا قیام توحید باری تعالیٰ کے قیام اور اسلامی اقدار کے اپنانے سے وابستہ ہے۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے مکرم امام صاحب نے اسلام کا یہ عظیم نکتہ پیش کیا کہ کس طرح ہم احمدی مسلمان جملہ بانیان مذاہب کا احترام کرتے ہیں۔ ان پر ایمان لانا اسلام کی بنیادوں میں شامل ہے۔ ان کی مذہبی کتب واجب الاحترام ہیں۔ عزت اور تکریم کی یہ فضا کیسے امن عام کی ضامن ثابت نہ ہوگی۔ یہی امتیاز ہے جو اسلام پیش کرتا ہے۔ مسلمان اپنے بچوں کے نام گزشتہ انبیاء کے اسماء کی پیروی میں رکھتے ہیں۔ اور اس طرح بچپن ہی سے بچے کے دل میں انبیاء کا احترام پیدا ہو جاتا ہے۔

آخر میں مکرم امام صاحب نے فرمایا کہ بین المذاہب اتحاد سرسری طور پر ایک دوسرے کو برداشت کرنے سے حاصل نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ محض برداشت کرنے سے یہ مراد نہیں کہ ہم دل سے ان کو قابل احترام خیال کرتے ہیں۔ بین المذاہب اتحاد اسی وقت ممکن ہے جبکہ حقیقی معنوں میں باہم عزت اور احترام کا اہتمام کیا جائے۔ حقیقی امن قلبی رواداری اور دوسرے مذاہب کو عزت کی نگاہ سے دیکھنے میں مضمر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلامی تعلیم کے اس بیان کا حاضرین پر اچھا اثر ہوا۔

قارئین سے درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر مساعی میں برکت ڈالے اور اسلام کی صحیح تعلیم لوگوں کے دلوں میں قائم ہو تاکہ اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دنیا کے دلوں میں قدر کی نگاہ حاصل کرسکے۔ آمین

❁❁❁❁❁❁❁

''اک قطرہ اُس کے فضل نے دریا بنادیا''

جماعت احمدیہ کی ابتدائی تدریجی اور اعجازی ترقی کی ایمان افروز روئیداد

(سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پاک تحریرات وملفوظات کے حوالوں سے)

(ملک محمد اعظم آف ربوہ حال مقیم برطانیہ)

قسط نمبر 3

(38) 28/نومبر 1902ء بروز جمعہ بعد نماز مغرب حضرت اقدس مسجد کے گوشہ میں تشریف فرما ہوئے۔ بہت سی باتوں کے علاوہ جماعت کی ترقی کے ذکر پر فرمایا:

''یہ ایک عظیم الشان امر ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے ان تین سالوں میں ظاہر کیا ہے۔ ان تین سالوں سے پیشتر ہماری جماعت صرف کئی سوتھی اور اب اِن تین سالوں میں ایک لاکھ سے زیادہ ہوگئی باوجودیکہ ہر طرف سے مزاحمت ہوتی رہی۔ مخالفت میں کوئی فرق نہیں رکھا۔ اور ناخنوں تک زور لگایا''۔

(ملفوظات جلد نمبر 2 صفحہ 546 جدید ایڈیشن)

(39) 9/دسمبر 1902ء بعد نماز عصر دوران گفتگو فرمایا:''ان تین سالوں میں خارق عادت ترقی ہوئی ہے۔ براہین میں یہ پیشگوئی ہے کہ میں تمہارے لئے فوج تیار کروں گا۔ وہ انہی تین سالوں میں تیار ہوئی''۔

(ملفوظات جلد نمبر 2 صفحہ571 جدید ایڈیشن)

(40) 3/جنوری 1903ء صبح کی سیر کے وقت اللہ تعالیٰ کی صفات، نبیوں کے حالات، ایمان وعرفان، الہامات، تعبیر الرؤیا اور پھر اپنی سچائی پر بصیرت افروز بیان فرماتے رہے اور پھر نماز ظہر سے پہلے لدھیانہ سے آئے احباب نے شرف نیاز حاصل کیا۔ قاضی خواجہ علی صاحب نے مولوی محمد حسین کی ملاقات کا ذکر کیا کہ مَیں نے اُن کو کہا کہ قادیان چلو۔ اِس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا:

''اگر وہ یہاں آجاوے تو اُس کو اصل حالات معلوم ہوں اور ہماری جماعت کی ترقی کا پتہ لگے۔ وہ ابھی تک تین سوتک ہی کہتا ہے۔ اور یہاں اَب ڈیڑھ لاکھ سے بھی تعداد زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اگر شبہ ہو تو گورنمنٹ کے حضور درخواست کر کے ہماری جماعت کی الگ مردم شماری کرالیں۔ براہین احمدیہ میں جو لکھا تھا کہ اِذَا جَآءَ نَصْرُاللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَانْتَھٰی اَمْرُالزمانِ اِلَیْنَا۔ اَلَیْسَ ھٰذا بِالْحَقّ۔ اب دیکھیں کہ وہ وقت آیا ہے یا نہیں؟ گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں جو میموریل ستمبر 1899ء میں بھیجا گیا تھا اُس میں صاف اس امر کی پیشگوئی ہے کہ یہ جماعت تین سال میں ایک لاکھ ہوجائے گی اور وہ پوری ہوگئی''۔

(ملفوظات جلد نمبر 2صفحہ245-246 جدید ایڈیشن)

اب جب حضرت اقدس علیہ السلام نے دیکھا کہ جماعت میں جوق در جوق اور فوج در فوج لوگ داخل ہو رہے تو جماعت کی صحیح اور معین تعداد کا مکمل اندراج رکھنے کے لئے ایک نئے نظام کی بنیاد رکھی یعنی ''بیعت فارم'' چھپوا کر بیعت کرنے والوں سے باقاعدہ بیعت فارم پر کروا کر رجسٹر کیا جانے لگا۔ تاکہ بوقتِ ضرورت درست اعداد وشمار معلوم ہوسکیں۔ لہٰذا

(41) 25/جنوری 1903ء قبل نماز عشاء آپ نے تجویز فرمایا:

''بیعت کا رجسٹر بالکل اطمینان کی صورت میں نہیں معلوم ہوتا۔ اس لئے اب آئندہ اِس کے فارم چھپوا کر ایسی طرح رکھا جاوے کہ جب چاہیں فوراً تعداد مل جاوے۔ اور اپنی جماعت کی تعداد معلوم کرنے کے واسطے مردم شماری کا محتاج نہ ہونا پڑے۔ اگر سب بیعت کنندگان کے نام محفوظ ہوں تو اُن کو ضروری ضروری باتیں پہنچائی جاسکتی ہیں''۔

(ملفوظات جلد نمبر2 صفحہ50جدید ایڈیشن)

(42) 14/فروری 1903ء صبح کے دوران ایک نووارد کو تبلیغ کرتے ہوئے فرمایا۔

''غرض ایک طرف تو یہ صلیبی فتنہ انتہا کو پہنچا ہوا ہے۔ دوسری طرف صدی ختم ہوگئی۔ تیسری طرف اسلام کا ہر ایک پہلو سے ضعیف ہونا۔ کسی طرف نظر اُٹھا کر دیکھو طبیعت کو بشاشت نہیں ہوتی۔ ایسی صورت میں ہم چاہتے ہیں کہ پھر خدا کا جلال ظاہر ہو۔ مجھے محض ہمدردی سے کلام کرنا پڑتا ہے ورنہ میں جانتا ہوں کہ غائبانہ میری کیسی ہنسی کی جاتی ہے۔ اور کیا کیا افتراء ہوتے ہیں۔ مگر جو جوش خدا تعالیٰ نے مجھے ہمدردی مخلوق کا دیا ہوا ہے وہ مجھے اِن باتوں کی کچھ بھی پروا نہیں کرنے دیتا۔ میں تو خدا کو خوش کرنا چاہتا ہوں، نہ لوگوں کو۔ اس لئے میں اُن کی گالیوں اور ٹھٹھوں کی کچھ پروا نہیں کرتا۔ میں دیکھتا ہوں کہ میرا مولیٰ میرے ساتھ ہے۔ ایک وقت تھا کہ ان راہوں میں میں اکیلا پھرا کرتا تھا۔ اُس وقت خدا تعالیٰ نے مجھے بشارت دی کہ تو اکیلا نہ رہے گا بلکہ تیرے ساتھ فوج در فوج لوگ ہوں گے اور یہ بھی کہا کہ تُو ان باتوں کو لکھ لے اور شائع کردے کہ آج تیری یہ حالت ہے پھر نہ رہے گی۔ میں سب مقابلہ کرنے والوں کو پست کر کے ایک جماعت کو تیرے ساتھ کردوں گا۔ وہ کتاب موجود ہے۔ مکہ معظّمہ میں بھی اِس کا ایک نسخہ بھیجا گیا تھا۔ بخارا میں بھی اور گورنمنٹ کو بھی۔ اُس میں جو پیشگوئیاں 22 سال پیشتر چھپ کر شائع ہوئی ہیں وہ آج پوری ہورہی ہیں۔ کون ہے جو اِن کا انکار کرے؟ ہندو مسلمان اور عیسائی سب گواہی دیں گے کہ یہ اُس وقت بتایا گیا تھا جب میں اَحَدٌ مِّنَ النَّاس تھا۔ اُس نے مجھے بتایا کہ ایک زمانہ آئیگا کہ تیری مخالفت ہوگی مگر میں تجھے بڑھاؤں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اَب ایک آدمی سے پونے دو لاکھ تو نوبت پہنچ گئی۔ دوسرے وعدے بھی ضرور پورے ہوں گے۔''

(ملفوظات جلد نمبر 3 صفحہ 84 جدید ایڈیشن)

(43) سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''مَیں نے بہت غور کیا ہے کہ جب کوئی مامور آتا ہے تو دو گروہ خود بخود ہو جاتے ہیں۔ ایک موافق دوسرا مخالف۔ اور یہ بات بھی ہر ایک عقل سلیم رکھنے والا جانتا ہے کہ اس وقت ایک جذب اور ایک نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ یعنی سعید الفطرت کھچے چلے آتے ہیں اور جو لوگ سعادت سے حصہ نہیں رکھتے اُن میں نفرت بڑھنے لگتی ہے۔ یہ ایک فطرتی بات ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں ہوسکتا''۔

(ملفوظات جلد نمبر 3 صفحہ 80 جدید ایڈیشن)

(44) 27/فروری 1903ء کی شام کی مجلس میں صادق اور راست باز کی مخالفت کے راز کو یوں بیان فرمایا:

''میں نے کل سوچا کہ اس میں کیا حکمت ہے کہ جب کوئی صادق خدا کی طرف سے آتا ہے تو اُس کو لوگ کتوں کی طرح کاٹنے کو دوڑتے ہیں۔ اُس کی جان، اُس کا مال، اُس کی عزت و آبرو کے درپے ہو جاتے ہیں۔ مقدمات میں اُس کو کھینچتے ہیں۔ گورنمنٹ کو اُس سے بدظن کرتے ہیں۔ غرض ہر طرح سے جس طرح اُن سے بن پڑتا ہے اور تکلیف پہنچا سکتے ہیں اپنی طرف سے کوئی کسر باقی نہیں رکھتے۔ ہر پہلو سے اُس کے استحصال کرنے پر آمادہ اور ہر ایک کمان سے اُس پر تیر مارنے کو کمر بستہ ہوتے ہیں۔ چاہتے ہیں کہ ذبح کر دیں اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے قیمہ کر دیں۔ ادھر تو یہ جوش اُٹھتا ہے مگر دوسری طرف اُس کے پاس ہزار دو ہزار لوگ آتے ہیں۔ ہزاروں کنجر اور لنگوٹی پوش فقیر بنتے اور خلق اللہ کو گمراہ کرتے ہیں مگر اِن لوگوں کو قتل اور کفر کا فتویٰ کوئی نہیں دیتا۔ اُن کی ہر حرکت بدعت اور شرک سے پُر ہوتی ہے......اُن کیلئے کسی دل میں جوش نہیں اُٹھتا۔ غرض اِس میں سوچتا تھا کہ کیا حکمت ہے تو میری سمجھ میں آیا کہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے کہ صادق کا ایک معجزہ ظاہر کرے کہ باوجود اس قسم کی ممانعت کے اور دشمن کے تیرو تبر کے چلانے کے صادق بچایا جاتا اور اُسکی روز افزوں ترقی کی جاتی ہے۔ خدا کا ہاتھ اُسے بچاتا اور اُس کو شاداب و سرسبز کرتا ہے۔......اب دیکھئے کہ اتنے لوگ جو ہر جمعہ کو جن کی نوبت اکثر پچاس ساٹھ تک پہنچ جاتی ہے۔ اُن کو کون بیعت کیلئے لاتا ہے۔''

(ملفوظات جلد نمبر 3 صفحہ 112-113جدید ایڈیشن)

(45) 11/ اپریل 1903ء صبح سیر کے دوران اپنی صداقت پر دو ایک دلائل یوں بیان فرمائے۔ فرمایا

''جب ہمیں یہ الہام ہوا تھا وَاصْنَعِ الْفُلْکَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا۔ اس وقت تو ایک شخص بھی ہمارا مرید نہ تھا اگر یہ سلسلہ مِنْ عِنْدِ غَیْرِاللّٰہ ہوتا تو آج تک الٰہی بخش کی طرح بے کار ہی پڑا رہتا۔ کیا یہ ثبوت کافی نہیں؟............اصل میں جس طرح درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے اُسی طرح حق اپنے انوار سے شناخت کیا جاتا ہے۔ اسی طرح یَا مَسِیْحَ الْخَلْقِ عَدْوَانا۔ اُس وقت سے چھپا ہوا اور شائع شدہ ہے جبکہ طاعون کا کہیں نام ونشان بھی نہ تھا اور اَب آج طاعون کی وجہ سے لوگ آتے اور زبان حال کہتے ہیں یَا مَسِیْحَ الْخَلْقِ عَدْوَانا۔ اور اکثر اپنے خطوط میں لکھتے ہیں۔ اَب یا تو یہ ثابت کرو کہ یہ الہام ہمارا من گھڑت ہے اور ہم نے اپنی کوشش سے چند لوگوں کو اِس کے مکمل کرنے کے واسطے ملا لیا ہے۔ یا یہ قبول کرو کہ یہ جو دو دو اور چار چار سو آدمی یکدم بیعت کرتے ہیں یہ خدا تعالیٰ کی تائید ہے۔ جس زور کے ساتھ طاعون کی وجہ سے لوگ اِس سلسلہ میں داخل ہو رہے ہیں اِس طرح کسی کو یقین چھوڑ وہم بھی نہ تھا کیونکہ یہ الہام اُس وقت کا ہے جب اِن لوگوں کا نام ونشان بھی نہ تھا اس لئے ان تمام ناموں کو محفوظ رکھا جاوے اور اگر اِن لوگوں کا الگ رجسٹر نہ ہو تو رجسٹر بیعت ہی میں سرخی کے ساتھ درج کیا جاوے''۔

(ملفوظات جلد نمبر 3 صفحہ234-235 جدید ایڈیشن)

(46) 5/جولائی 1903ء قبل از عشاء تبلیغ اور چندے کے انتظام سے متعلق فرمایا:

''کتابوں کو شائع کرنا چاہئے تاکہ تبلیغ ہو۔ دیکھا جاتا ہے کہ دہلی کے پرے بہت کم لوگوں کو ہمارے دعاوی کی خبر ہے۔ اِس کا انتظام یوں ہونا چاہیے کہ ایک لمبا سفر کیا جاوے اور اس میں یہ تمام کتب جو کہ بہت سا ذخیرہ پڑا ہوا ہے تقسیم کی جاویں تاکہ تبلیغ ہو۔......دیکھا گیا ہے کہ اِن چند دنوں میں صدہا آدمیوں نے بیعت کی ہے مگر افسوس ہے کہ کسی نے اُن کو کہا بھی نہیں کہ یہاں چندوں کی ضرورت ہے۔......چاہئے کہ ہماری جماعت کا ہر ایک متنفس عہد کرے کہ مَیں اتنا چندہ دیا کروں گا۔......چندے کی ابتدا اِس سلسلہ سے ہی نہیں ہے بلکہ مالی ضرورتوں کی وقت نبیوں کے زمانہ میں بھی چندے جمع کئے گئے تھے۔......چندہ دینے سے ایمان میں ترقی ہوتی ہے اور یہ محبت اور اخلاص کا کام ہے۔ پس ضرور ہے کہ ہزار در ہزار آدمی جو بیعت کرتے ہیں اُن کو کہا جاوے کہ اپنے نفس پر کچھ مقرر کریں اور اس میں پھر غفلت نہ ہو''۔

(ملفوظات جلد نمبر3 صفحہ358-361جدید ایڈیشن)

(47) 5/جولائی 1903ء کی ڈائری بحوالہ الحکم میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

''اِس وقت ہماری جماعت قریباً تین لاکھ ہے اگر ایک ایک پیسہ ہی اِس سلسلہ کی امداد مثل لنگر و مدرسہ وغیرہ کی امداد میں دیں تو لاکھوں پیسے ہوسکتے ہیں''

مزید فرمایا''البتہ یہ بات بھی قرین قیاس ہے کہ اکثر لوگوں کو اب تک کہا بھی نہیں جاتا کہ ہمارے سلسلہ کے لئے کسی چندہ کی ضرورت ہے۔ بہت سے لوگ رو رو کر بیعت کر کے جاتے ہیں۔ اگر ان کو کہا جاوے تو ضرور وہ چندہ دیویں مگر ترغیب دینا ضروری ہے۔ پس

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

مَیں تم میں سے ہر ایک کو جو حاضر یا غائب ہے تاکید کرتا ہوں کہ اپنے بھائیوں کو چندہ سے باخبر کرو۔ ہر ایک کمزور بھائی کو بھی چندہ میں شامل کرو۔ یہ موقعہ ہاتھ آنے کا نہیں''۔

(ملفوظات جلد نمبر 3صفحہ 360 حاشیہ جدید ایڈیشن)

(48) 20/دسمبر 1903ء بعد نماز مغرب ایک نوجوان نے ملاقات کی۔ حضرت اقدس نے فرمایا۔

''وقت خود ایک نشان ہے اور وہ بتلا رہا ہے کہ اس وقت ایک مصلح کی ضرورت ہے۔ اب وقت آزمائش اور امتحان کا ہرگز نہیں ہے۔ اگر کوئی نہیں مانتا تو بتلائے کہ ہمارا کیا بگاڑتا ہے۔ ملّہ میں اگر صدہا آدمی انکار کرکے تباہ ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا بگاڑ لیا؟ ایک مرتد ہوتا تو خدا سو اور لے آتا۔ کیا یہ غور کی بات نہیں کہ اگر ہمارا کارخانہ خدائی نہ ہوتا تو یہ آج تک کب کا تباہ ہو جاتا۔ ایک وہ وقت تھا کہ مَیں اکیلا پھرتا تھا اور اب وہ وقت ہے کہ دو لاکھ سے زیادہ آدمی میرے ساتھ ہیں۔ آج سے 22-23 برس پیشتر اُس نے بتلایا جو کہ براہین میں درج ہے کہ مَیں تجھے کامیاب کروں گا اور لاکھوں آدمیوں کو تیرے ساتھ کروں گا۔ اس کتاب کو لے کر دیکھو اور پڑھو اور پھر سوچو کہ کیا یہ انسان کا فعل ہے کہ اس قدر دراز زمانہ پیشتر ایک خبر کو درج کرے اور پھر اس قدر مخالفت ہو اور وہ بات پوری ہو کر رہے۔ پس جو شخص خدا کے اس فعل پر ایمان نہیں لاتا وہ بدبخت مرے گا''۔

(ملفوظات جلد نمبر 3صفحہ487-488 جدید ایڈیشن)

(49) 21/دسمبر 1903ء اپنے مخالفین اور طبقہ امراء اور رؤساء کے متعلق فرمایا:

''میرا خیال ہے کہ اکثر اُن میں سے بدنصیب ہی مریں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں کس قدر بادشاہ تھے جو اُس وقت آپ کے معاصرین سے تھے۔ لیکن اُن کو قبولیت کی توفیق عطا نہیں ہوئی۔ پھر خدا تعالیٰ نے اُن کے بعد غریبوں کو بادشاہ کیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ہمارے متبعین پر بھی ایک زمانہ ایسا آوے گا کہ عروج ہی عروج ہوگا لیکن یہ ہمیں خبر نہیں کہ ہمارے دور میں ہو یا ہمارے بعد ہو۔ خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ سو یہ بات ابھی پوری ہونے والی ہے۔...... یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے کہ اول گروہ غرباء کو اپنے لئے منتخب کرتا ہے اور پھر انہیں کو کامیابی اور عروج حاصل ہوا کرتا ہے۔ کوئی نبی نہیں گزرا کہ وہ (ظاہری حیثیت سے بھی) دنیا میں ناکامیاب رہا ہو۔ ہمیں اس امر سے ہرگز تعجب نہیں کہ ہمارے متبعین امیر نہ ہوں گے۔ امیر تو یہ ضرور ہونگے لیکن افسوس اس بات سے آتا ہے کہ اگر یہ دولت مند ہو گئے تو پھر انہی لوگوں کے ہمرنگ ہو کر دین سے غافل نہ ہو جاویں اور دنیا کو مقدم کرلیں''

(ملفوظات جلد نمبر 3 صفحہ489 جدید ایڈیشن)

(50) 8جنوری 1904ء بعد نماز جمعتہ المبارک اعلیٰ حضرت حجتہ اللہ مسیح موعود علیہ السلام سے جناب نواب محمد علی خان صاحب کے برادر معظم جناب مشیر اعلیٰ ریاست مالیر کوٹلہ نے ملاقات کی۔ اس موقعہ پر حضرت اقدس نے بڑی مفصل اور لمبی تقریر فرمائی۔ ایک مقام پر یوں فرمایا۔

''مَیں اِس بات کا کیونکر انکار کرسکتا ہوں۔ میں بخوبی جانتا ہوں کہ ایک وقت آنے والا ہے کہ ملوک، ملک دار، اور تاجر اور ہر قسم کے معزز لوگ یہی ہوں گے۔ لوگوں کے نزدیک یہ انہونی بات ہے مگر مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ یہی ہوگا۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ بلکہ مجھے وہ بادشاہ دکھائے بھی گئے ہیں جو گھوڑوں پر سوار تھے۔ یہ خوش قسمتی کی بات ہے کہ جو اس سلسلہ میں داخل ہوتا ہے اب اس وقت کوئی اس کو باور نہیں کرسکتا لیکن میں جانتا ہوں کہ ایسا ہوگا''۔

(ملفوظات جلد نمبر 3 صفحہ537 جدید ایڈیشن)

(51) 8/جنوری 1904ء متذکرہ بالا تقریر کے آخر پر فرمایا۔

''خدا تعالیٰ کی ساری کتابوں میں لکھا ہے کہ مفتری ہلاک کیا جاتا ہے۔ پھر کون نہیں جانتا کہ یہ سلسلہ 25 سال سے قائم ہے۔ اور لاکھوں آدمی اس میں داخل ہو رہے ہیں۔ یہ باتیں معمولی نہیں بلکہ غور کرنے کے قابل ہیں۔ محض ذاتی خیالات بطور دلیل مانے نہیں جاسکتے۔...... پس مَیں نہیں کہتا کہ بلا دلیل میرا دعویٰ مان لو نہیں۔ منہاج نبوت کے لئے جو معیار ہے اس پر میرے دعویٰ کو دیکھو۔ مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں خدا سے وحی پاتا ہوں اور منہاج نبوت کے تینوں معیار میرے ساتھ ہیں اور میرے انکار کے لئے کوئی دلیل نہیں''۔

(ملفوظات جلد نمبر 3 صفحہ545 جدید ایڈیشن)

(52) 14/جون 1904ء حضرت اقدس نے ''ایک واقعہ کا اظہار'' کے عنوان سے اشتہار شائع فرمایا جس میں کرم دین کے سراسر ناجائز مقدمہ کی اصلیت اور وجوہات بیان فرمائیں۔ فرمایا:

''پس چونکہ یہ تحریر اُس کی میری ایک کثیر جماعت پر جو اَب خدا تعالیٰ کے فضل سے دو لاکھ سے بھی زیادہ ہے۔ بہت برا اثر ڈالتی ہے۔...... اور اِس بے جا حملہ سے ہزاروں آدمیوں کی روحانیت کا خون ہوتا تھا۔ اس لیے میں نے خطرناک حملہ کا دفعیہ ضروری سمجھا''۔

(مجموعہ اشتہارات جلد نمبر3 صفحہ508)

(53) 28/اگست 1904ء سیدنا حضرت اقدس علیہ السلام اِن دنوں لاہور تشریف فرما تھے۔ تو 28 اگست کو صبح سات بجے ایک بہت بڑے مجمع میں جس کی تعداد ڈیڑھ ہزار سے زائد تھی۔ میں ایک بہت ہی پُر اثر اور بے شمار دلائل سے پُر لمبی تقریر فرمائی جس میں ایک مقام پر فرمایا:

''بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ ہمارے سلسلہ میں بھی بعض آدمی طاعون سے مر گئے ہیں۔ ایسے معترضین کو یاد رکھنا چاہئے کہ موت تو ہر نفس کے لئے مقرر ہے اور ایک نہ ایک دن سب کو مر جانا ہے اور طاعون سے صحابہؓ میں سے بھی بعض شہید ہو گئے تھے۔...... اس لئے اول نسبت کو قائم کرو کہ ایسی موتیں کن لوگوں میں ہوئی ہیں۔ اس کے سوا یہ بھی یاد رکھو کہ ہماری جماعت میں داخل ہونے والوں کا صحیح علم کہ ان کے ایمان کس درجہ تک ہیں اللہ تعالیٰ کو ہی ہے۔ اب دو لاکھ سے بھی زیادہ جماعت ہے۔ ہمیں علم نہیں کہ کس حد تک کس کا ایمان ہے۔ البتہ قیاسی طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ بعض کامل الایمان ہیں اور بعض اوسط درجہ کا ایمان رکھتے ہیں اور بعض ابھی ناقص درجہ پر ہیں۔''

(ملفوظات جلد نمبر 4 صفحہ122جدید ایڈیشن)

پھر مزید فرمایا کہ:

''...... صحابہ کی شہادت تو قوم کی ترقی اور فتوحات کا باعث ہوئی۔ صحابہؓ کی قوم بڑھی اور بالمقابل مخالفوں کا نام ونشان مٹ گیا اور ستیاناس ہو گیا۔ اب کوئی پتہ دے سکتا ہے کہ ابوجہل کی اولاد کہاں ہے؟ اس کی بیخ کنی ہو گئی۔ یہی مثال سمجھنے کے لئے کافی ہے۔...... ہماری جماعت میں سے بعض آدمی طاعون سے فوت ہوئے ہیں تو اس پر شور مچانا یا اعتراض کرنا دانشمندی نہیں ہے۔ بلکہ غور طلب یہ امر قرار دینا چاہئے کہ طاعون سے نقصان کس کا ہوا اور فائدہ کس کو پہنچا؟ مَیں یقیناً کہتا ہوں کہ جب طاعون شروع ہوئی ہے اُس وقت میری جماعت کی تعداد بہت تھوڑی تھی مگر اِس وقت دو لاکھ سے بھی یہ جماعت بڑھی ہوئی ہے اور یہ ترقی طاعون کے سبب سے بھی ہوئی ہے۔ طاعون نے میری جماعت کو بڑھایا ہے اور مخالفوں کو گھٹایا ہے۔ مجھے وعدہ دیا گیا تھا کہ طاعون تیری ترقی کا موجب ہوگی۔ سو اِس وعدہ کے موافق یہ جماعت بڑھ رہی ہے اور دو لاکھ تک بڑھی ہے مگر مخالفوں کا تو دوہرا نقصان ہوا ہے۔ کچھ اُن میں سے قبروں میں گئے ہیں اور کچھ ہمارے پاس آئے ہیں۔ اگر ہمارا نقصان اس سے ہوتا تو یہ جماعت جو بہت ہی مختصر اور قلیل تھی بالکل تباہ ہو جاتی اور آج اس کو کوئی جاننے والا بھی نہ ہوتا''۔

(ملفوظات جلد نمبر 4 صفحہ124جدید ایڈیشن)

(54) 2/ستمبر 1904ء بمقام لاہور بعد نماز جمعہ زائرین اور مشتاقان زیارت کے اصرار اور خواہش پر آپ نے ایک مفصل خطاب فرمایا اور آخر پر جماعت کو مخالفوں کی گالیوں اور ایذا رسانیوں پر صبر اور تحمل کی دل نشین تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

''مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ صبر کو ہاتھ سے نہ دو۔ صبر کا ہتھیار ایسا ہے کہ توپوں سے وہ کام نہیں نکلتا جو صبر سے نکلتا ہے۔ صبر ہی جو دلوں کو فتح کر لیتا ہے۔...... میرا معاملہ خدا پر چھوڑ دو۔ تم ان گالیوں کو سن کر صبر اور برداشت سے کام لو...... اُن کی گالیاں، اُن کی شرارتیں اور منصوبے مجھے ہرگز نہیں تھکا سکتے۔ اگر میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتا تو بیشک مَیں اُن کی گالیوں سے ڈر جاتا۔ لیکن میں یقیناً جانتا ہوں کہ مجھے خدا نے مامور کیا ہے۔ پھر میں ایسی خفیف باتوں کی کیا پروا کروں۔ یہ کبھی نہیں ہوسکتا۔ تم خود غور کرو کہ اُن کی گالیوں نے کس کو نقصان پہنچایا ہے۔ اُن کو یا مجھے؟ اُن کی جماعت گھٹی ہے اور میری بڑھی ہے۔ اگر یہ گالیاں کوئی روک پیدا کرسکتی ہیں تو دو لاکھ سے زیادہ جماعت کس طرح پیدا ہو گئی۔ یہ لوگ اُن میں سے ہی آئے ہیں یا کہیں اور سے؟ انہوں نے مجھ پر کفر کے فتوے لگائے لیکن اِن فتویٰ کفر کی کیا تاثیر ہوئی؟ جماعت بڑھی''۔

(ملفوظات جلد نمبر 4 صفحہ157-158جدید ایڈیشن)

(55) 3/ستمبر 1904ء کو بمقام لاہور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک لیکچر ایک عظیم الشان جلسہ میں پڑھا گیا ہے۔ اس میں حضرت اقدس ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ:

''...... دوسری یہ پیشگوئی ہے کہ ان لوگوں سے بہت سی مالی مدد ملے گی۔ ان پیشگوئیوں کے بارے میں ایک دنیا گواہ ہے کہ جب یہ پیشگوئیاں براہین احمدیہ میں لکھی گئیں تب میں ایک تنہا آدمی گمنامی کی حالت میں قادیان میں جو ایک ویران گاؤں ہے پڑا تھا۔ مگر بعد اس کے ابھی دس برس گزرنے نہیں پائے تھے کہ خدا تعالیٰ کے الہام کے موافق لوگوں کا رجوع ہو گیا اور اپنے مالوں کے ذریعہ سے لوگ مدد بھی کرنے لگے یہاں تک کہ اب دو لاکھ سے زیادہ ایسے انسان ہیں جو میری بیعت میں داخل ہیں۔''

(لیکچر لاہور، روحانی خزائن جلد 20صفحہ 192)

(56) 2/نومبر 1904ء بمقام سیالکوٹ حضرت اقدس علیہ السلام کا ایک لیکچر موسومہ بہ اسلام ایک عظیم الشان جلسہ میں پڑھا گیا۔ اس میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ۔

''...... اور ایسا ہی ایک دوسری آیت میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جب قرب قیامت ہوگا ہم زمین میں سے ایک کیڑا نکالیں گے جو لوگوں کو کاٹے گا۔ اس لئے کہ انہوں نے ہمارے نشانوں کو قبول نہیں کیا۔ یہ دونوں آیتیں قرآن شریف میں موجود ہیں اور یہ صریح طور پر طاعون کی نسبت پیشگوئی ہے۔ کیونکہ طاعون بھی ایک کیڑا ہے...... غرض جب نشان عذاب ظاہر ہوا اور ہزاروں جانیں پنجاب میں تلف ہو گئیں اور اس ملک میں ایک ہولناک زلزلہ پڑا تب بعض لوگوں کو ہوش آئی اور چند عرصہ میں دو لاکھ کے قریب لوگوں نے بیعت کر لی اور ابھی زور سے بیعت ہو رہی ہے کیونکہ طاعون نے ابھی اپنا حملہ نہیں چھوڑا۔ اور چونکہ وہ بطور نشان کے ہے اس لئے جب تک اکثر لوگ اپنے اندر کچھ تبدیلی پیدا نہیں کریں گے تب تک امید نہیں کہ یہ مرض اس ملک سے دور ہو سکے''۔

(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد 20صفحہ 240)

(57) سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب تجلیات الٰہیہ میں فرماتے ہیں کہ:

''...... خلاصہ معنی اس الہام کا یہ ہے کہ جب دور خسروی یعنی دور مسیحی جو خدا کے نزدیک آسمانی بادشاہت کہلاتی ہے ششم ہزار کے آخر میں شروع ہوا۔ جیسا کہ خدا کے پاک نبیوں نے پیشگوئی کی تھی تو اس کا یہ اثر ہوا کہ وہ جو صرف ظاہری مسلمان تھے وہ حقیقی مسلمان بننے لگے۔ جیسا کہ اب تک چار لاکھ کے قریب بن چکے ہیں اور میرے لئے یہ شکر کی جگہ ہے کہ میرے ہاتھ پر چار لاکھ کے قریب لوگوں نے اپنے معاصی اور گناہوں اور شرک سے توبہ کی اور ایک جماعت ہندوؤں اور انگریزوں کی بھی مشرف باسلام ہوئی......''

(تجلیات الٰہیہ روحانی خزائن جلد 20صفحہ396-397)

(باقی آئندہ)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

اس سے زیادہ اور میں کچھ نہیں کہتا کہ تم لوگ ایک ایسے شخص کے ساتھ پیوند رکھتے ہو جو مامور من اللہ ہے پس اس کی باتوں کو دل کے کانوں سے سنو اور اس پر عمل کرنے کے لئے ہمہ تن تیار ہو جاؤ تا کہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو اقرار کے بعد انکار کی نجاست میں گر کر ابدی عذاب خرید لیتے ہیں۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 65)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-
http://www.alislam.org/alfazal/d/

عدل فاروقیؓ کی جلوہ نمائیاں

ماہنامہ "انصاراللہ" ربوہ مئی 2006ء میں حضرت عمر فاروقؓ کے عدل سے متعلق ایک مضمون مکرم عبدالقدیر قمر صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

عدلِ فاروقی ہمیشہ بے لاگ رہا اس میں دوست دشمن کی کچھ تمیز نہ تھی۔ اسی عدل نے غیرمسلموں کی نظر میں مسلم حکومت کو محبوب بنا دیا تھا اور مسلمان حکمران بھی خود کو ہر کمزور، ہر یتیم اور ہر محروم کا باپ سمجھنے لگے تھے۔ چند واقعات ملاحظہ کیجئے:

☆ ایک دفعہ ایک یہودی اور ایک مسلمان کا مقدمہ پیش ہوا۔ حضرت عمرؓ نے یہودی کے حق میں فیصلہ کیا۔ وہ بے ساختہ بول اٹھا آپ نے انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا۔ لیکن اگر فیصلہ حضرت عمرؓ کے خلاف بھی ہوتا تو شرح صدر سے قبول فرماتے۔ ایک دفعہ آپ نے ایک شخص سے پسند کی شرط پر گھوڑا خریدا اور امتحان کے لئے ایک سوار کو دیا۔ گھوڑا سواری میں چوٹ کھا کر داغی ہوگیا۔ حضرت عمرؓ نے اس کو واپس کرنا چاہا۔ گھوڑے کے مالک نے انکار کیا۔ اس پر معاملہ قاضی شریح کی عدالت میں پہنچا۔ انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اگر گھوڑے کے مالک سے اجازت لے کر سواری کی گئی تھی تو گھوڑا واپس ہوسکتا ہے ورنہ نہیں۔

☆ ایک دفعہ حضرت ابی بن کعبؓ کے ساتھ حضرت عمرؓ کا ایک تنازعہ تھا۔ حضرت ابیؓ نے حضرت زید بن ثابتؓ کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا۔ حضرت عمرؓ مدعاعلیہ کی حیثیت سے حاضر ہوئے۔ زیدؓ نے تعظیم دی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: یہ تمہارا پہلا ظلم ہے۔ یہ کہہ کر حضرت ابیؓ کے برابر بیٹھ گئے۔ حضرت ابیؓ کے پاس ثبوت نہ تھا۔ حضرت عمرؓ کو دعوے سے انکار تھا۔ حضرت ابیؓ نے قاعدہ کے موافق حضرت عمرؓ سے قسم لینی چاہی۔ لیکن حضرت زیدؓ نے آپ کے رتبہ اور مقام کا لحاظ کر کے کہا کہ امیرالمومنین کو قسم سے معاف رکھو۔ حضرت عمرؓ اس طرفداری سے نہایت رنجیدہ ہوئے۔ حضرت زید سے مخاطب ہوکر فرمایا: جب تک تمہارے نزدیک ایک عام آدمی اور عمر دونوں برابر نہ ہوں تم منصب قضا کے قابل نہیں سمجھے جاسکتے۔

☆ جب کوفہ شہر آباد کیا گیا تو جامع مسجد کے سامنے ایک وسیع سائبان بنایا گیا جو دو سو ہاتھ لمبا تھا۔ اور سنگ رخام کے ستونوں پر قائم کیا گیا تھا جو نوشیروانی عمارت سے نکال کر لائے گئے تھے۔ یہ عمارت فتح مدائن کے بعد مسلمانوں کی ملکیت تھی بلکہ صحیح تو یہ ہے کہ اصول سلطنت کے لحاظ سے اگر کوئی اس کا وارث ہوسکتا تھا تو خلیفہ وقت ہوتا لیکن حضرت عمرؓ کے حکم سے مجوسی رعایا کو ان ستونوں کی قیمت ادا کی گئی۔ یعنی ان کا تخمینہ لگا کر اُس قدر رقم جزیہ سے نہیں لی گئی۔ حضرت عمرؓ کے دَور میں فوج میں یہودی، عیسائی اور ہزاروں مجوسی بھی شامل تھے جن کو مسلمانوں کے برابر مشاہرے ملتے تھے۔ ذمیوں کی جان و مال کو مسلمانوں کی جان و مال کے برابر قرار دیا گیا تھا۔ قبیلہ بکر بن وائل کے ایک شخص نے حیرہ کے ایک عیسائی کو مار ڈالا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ قاتل مقتول کے وارثوں کو دیدیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور مقتول کے وارثوں نے قاتل کو قتل کردیا۔

☆ حضرت عمرؓ نے اپنے عمال اور گورنروں کو یہ حکم دے رکھا تھا کہ سب کو ایک نظر سے دیکھو۔ اگر تم نے حکومت میں ذاتی اغراض شامل کیں۔ یا غصّے میں لوگوں کو ستایا تو اس کی سزا تمہیں بھگتنی پڑے گی۔ حق اگر دن کی روشنی میں بھی قائم کرنا پڑے تو اُسے قائم کرو۔

حضرت عمرؓ کی قضاء اور اس کے اصول واحکام پر کتنی وسیع نظر تھی اس کا اندازہ اس خط سے ہوتا ہے جو آپؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو لکھا: "قضا ایک اہم فریضہ ہے جسے لوگ ہر زمانے میں انجام دیتے رہے ہیں۔ جب کوئی مقدمہ تمہارے سامنے پیش ہو اس کے تمام پہلوؤں کو اچھی طرح سمجھو اور جب صحیح نتیجہ پر پہنچ جاؤ تو اُسے نافذ کردو کیونکہ زبانی فیصلہ بے سود ہے تاوقتیکہ اسے عملاً نافذ نہ کیا جائے۔ مدعی اور مدعاعلیہ کے ساتھ ایک سا برتاؤ کرو۔ کسی فریق سے بات کرنے یا عدالت میں بٹھانے یا انصاف کرنے میں کوئی امتیاز نہ برتو تاکہ زوردار یہ توقع نہ کرے کہ تم رعایت برتو گے اور کمزور کو یہ اندیشہ نہ ہو کہ تم اس کے ساتھ ناانصافی سے پیش آؤ گے...... جو شخص حق و انصاف کے موقعہ پر حق و انصاف قائم کرتا ہے وہ اللہ کے انعام اور اچھی شہرت کا مستحق ہوجاتا ہے۔"

☆ جبلہ بن الایہم غسانی، شام کا مشہور رئیس بلکہ بادشاہ تھا اور مسلمان ہوگیا تھا۔ کعبہ کے طواف میں اس کی چادر کا گوشہ ایک شخص کے پاؤں کے نیچے آ گیا۔ جبلہ نے اس کے منہ پر تھپڑ کھینچ مارا۔ اس نے بھی جواب اِسی انداز میں دیا۔ جبلہ غصہ سے بیتاب ہوگیا اور حضرت عمرؓ کے پاس آیا۔ حضرت عمرؓ نے اس کی شکایت سن کر کہا "تم نے جو کچھ کیا اس کی سزا پائی"۔ اس کو سخت حیرانی ہوئی اور کہا کہ ہم اس رتبے کے لوگ ہیں کہ کوئی ہمارے آگے گستاخی سے پیش آئے تو قتل کا مستحق ہوتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا جاہلیت میں ایسا ہی تھا لیکن اسلام نے پست و بلند کو ایک کردیا۔ اس نے کہا: اگر اسلام ایسا مذہب ہے جس میں شریف و رذیل کی کچھ تمیز نہیں تو میں اسلام سے باز آتا ہوں۔ غرض وہ چھپ کر قسطنطنیہ چلا گیا لیکن حضرت عمرؓ نے اس کی خاطر قانونِ انصاف کو بدلنا پسند نہ کیا۔

☆ حضرت عمرؓ خوب جانتے تھے کہ وہی حکومت کامیاب ہوتی ہے جس میں عدل و انصاف کا بول بالا ہو۔ ایک دفعہ دو جھگڑنے والے حضرت عمرؓ کے پاس آئے تو آپ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور دعا کی: یااللہ! ان کے بارہ میں مجھے روشنی عطا فرما۔

عدل قائم کرنے میں وہ اپنے عزیزوں اور ساتھیوں تک سے بھی رعایت نہیں کرتے تھے اور کوئی نرمی نہ برتتے تھے۔ ایک بار فرمایا کہ میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جسے میں نے کسی کام سے روکا ہو اور پھر اُس نے وہی کام کیا ہو سوائے اس شخص کے جسے سزا دینے میں مجھ سے کمزوری ظاہر ہوئی ہو۔

☆ حضرت عمرؓ کے صاحبزادے عبدالرحمان مصر میں تھے۔ ایک دن انہوں نے ابوسروعہ سے مل کر نبیذ پی لی۔ ان پر نشہ طاری ہوگیا۔ وہ دونوں حضرت عمروؓ بن عاص گورنر مصر کے پاس پہنچے کہ ان پر حد جاری کی جائے۔ گورنر انہیں سزا نہ دینا چاہتے تھے۔ اس پر اِنہوں نے کہا: اگر آپ نے ہم پر حد جاری نہ کی تو ہم حضرت عمرؓ کے پاس جاکر یہ سب بات بتائیں گے۔ اب یہ بات گورنر بھی جانتے تھے کہ اگر میں نے حد نہ لگائی اور کسی قسم کی رعایت کی تو مجھے معزول کردیا جائے گا اس لئے آپ نے ان پر حد جاری کی اور انہیں سزا دی۔

☆ حضرت عمرؓ کا عدل امیر و غریب اور بڑے چھوٹے میں کوئی فرق نہ کرتا تھا۔ مصر کے گورنر کے ایک بیٹے نے ایک بدوی کو مارا اور ساتھ کہا میں بڑوں کی اولاد ہوں جو چاہوں کروں۔ گورنر نے اس بدوی کو قید کردیا کہ کہیں امیرالمومنین کے پاس پہنچ کر شکایت نہ کردے۔ آخر جب وہ قید سے چھوٹا تو مدینہ جاکر سارا واقعہ بیان کردیا۔ حضرت عمرؓ نے اُسے وہیں ٹھہرایا۔ اور مصر کے گورنر اور اس کے بیٹے کو بلا بھیجا۔ جب وہ آ گئے تو حضرت عمرؓ نے بلند آواز میں کہا "مصری کہاں ہے" لے یہ دُرّہ اور بڑے کی اولاد کو مار۔ مصری جب جی بھر کے مار چکا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: گورنر کو بھی مار کیونکہ اگر اسے باپ کے اقتدار کا گھمنڈ نہ ہوتا تو ہرگز تجھے نہ مارتا۔ اور پھر گورنر مصر کو مخاطب کرکے فرمایا: عمرو! تم نے لوگوں کو کب سے غلام بنایا۔ ان کی ماؤں نے تو انہیں آزاد جنا تھا"۔

☆ ایک دفعہ ایک شخص نے شکایت کی کہ آپ کے فلاں عامل نے مجھ کو بےقصور کوڑے مارے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے مستغیث کو حکم دیا کہ وہ مجمع عام میں اس عامل کو کوڑے لگائے۔ حضرت عمروؓ بن عاص نے التجاء کی کہ عمال پر یہ امر گراں ہوگا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یہ نہیں ہوسکتا کہ میں ملزم سے انتقام نہ لوں۔ عمرو بن العاص نے منت سماجت کر کے مستغیث کو راضی کیا کہ ایک ایک تازیانے کے عوض دو دو اشرفیاں لے کر اپنے حق سے باز آئے۔

☆ حضرت عمرؓ نے ایک پیرکُہن سالہ کو گداگری کرتے دیکھا تو پوچھا "تو بھیک کیوں مانگتا ہے"۔ اس نے کہا مجھ پر جزیہ لگایا گیا ہے حالانکہ میں بالکل مفلس ہوں۔ حضرت عمرؓ اُسے اپنے گھر لے آئے اور کچھ نقد رقم دے کر مہتمم بیت المال کو لکھا کہ اس قسم کے ذمّی مساکین کے لئے بھی وظیفہ مقرر کردیا جائے۔ واللہ! یہ انصاف نہیں ہے کہ ان کی جوانی سے ہم متمتع ہوں اور بڑھاپے میں ان کی خبرگیری نہ کریں۔

لڑکیوں کو حق وراثت سے محرومی کیوں؟

ماہنامہ "مصباح" جون 2006ء میں شائع ہونے والے ایک مضمون میں قرآن وحدیث کے حوالہ سے قانون وراثت کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے اور مثالیں دے کر واضح کیا گیا ہے کہ احمدیت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس معاشرتی برائی کے خلاف باقاعدہ جہاد کیا گیا ہے۔ چنانچہ مضمون نگار اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ایک شخص کا ایک بیٹا اور تین بیٹیاں تھیں۔ تھوڑی سی زرعی زمین تھی جسے اگر تقسیم کیا جاتا تو کسی کو کچھ خاص حصہ نہ ملتا۔ بہنوں نے بھائی کی محبت میں اپنا حصہ چھوڑ دیا۔ لیکن بیٹا بہت سعید فطرت تھا، اُس نے فوج کی سروس میں اقساط پر ایک پلاٹ خریدا ہوا تھا جس کی قیمت کئی گُنا بڑھ گئی۔ اُس نے وہ پلاٹ پچاس لاکھ روپے میں بیچ کر ساری رقم اپنی بہنوں کو دیدی جو اُس زمین میں اُن کے حصہ سے کئی گنا زیادہ تھی۔

اسی طرح ایک متموّل خاندان کے سربراہ فوت ہوئے تو ورثاء میں ایک بیوہ، ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھے۔ باپ نے اپنی زندگی میں کچھ رقم بیٹی کو دی تھی۔ جب بیٹی نے والد کی باقی رقم میں سے اپنے حصہ کا مطالبہ کیا تو ماں اور بیٹے نے کہا کہ تمہارا والد پہلے ہی تمہیں تمہارے حصہ سے زیادہ دے گیا ہے۔ لیکن وہ مطمئن نہ ہوئی اور قضاء میں شکایت کردی۔ قضاء نے جانبین کا مؤقف سن کر بیٹی کو اُس کا حق دلوایا جو ماں اور بیٹے کو دینا پڑا۔

ورثہ کی تقسیم کے احکامات اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان کرکے ان کی اہمیت واضح کردی ہے۔ ایک طرف لڑکیوں کو وراثت میں جائز حصہ دینے کی تلقین کی ہے اور دوسری طرف اُن کے جائز حصہ کو ناجائز طور پر روکنے کی مناہی بھی فرمادی ہے۔

روزنامہ "الفضل" ربوہ 11مئی 2006ء میں شامل اشاعت مکرمہ امۃالقدوس صاحبہ کی ایک طویل غزل سے انتخاب ذیل میں پیش ہے:

آئی جو سر پہ شام تو مَیں نے کہی غزل
صورت میں شعر کی مرے جذبے گئے ہیں ڈھل
دیکھا تجھے تو لوگ تماشا بنائیں گے
اے اشکِ بے قرار کبھی آنکھ سے نہ ڈھل
گردن تنی جو دیکھی تو کہنے لگی زمیں
نیچے بھی دیکھ لے ارے ناداں سنبھل سنبھل
ناکردنی کی حسرتیں اور کردنی کے جرم
اس زندگی کا دوستوں یہ بھی ہے ماحصل
اب جلد آ کہ سنگِ ملامت کی زد میں ہے
میرا خلوص ، میری صداقت ، مرا عمل

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
24th August 2007 – 30th August 2007

Please Note that programmes and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 24th August 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
01:15 Al Maa'idah
01:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 103, Recorded on 16/11/1995.
02:35 Huzoor's Tours
03:35 Safar Ham Nay Kiya: a travel programme featuring a visit to Ayoobiya, Pakistan.
04:15 Tarjamatul Qur'an Class: An in-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session no. 191, Recorded on 9th April 1997.
05:20 MTA Variety: a poetry recital held at the 2007 Ansarullah Sports rally.
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
06:55 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) with Huzoor. Recorded on 19th March 2006.
08:00 Le Francais C'est Facile
08:25 Siraiki Service
09:15 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session 24 recorded on 30th December 1995.
10:15 Indonesian Service
11:15 Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V on 17th August 2007 from Baitul Futuh Mosque.
13:20 Tilaawat & MTA News review
14:05 Dars-e-Hadith
14:15 Bengali Service: a discussion in Bengali replying to various allegations made against the Ahmadiyya Muslim Jama'at.
15:25 Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
15:55 Friday Sermon [R]
17:15 Spotlight
18:05 Le Francais C'est Facile [R]
18:30 Arabic Service: Discussion programme about the true concepts of Islam.
20:30 MTA International News Review Special
21:00 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V.
22:30 MTA Travel: a visit to Vancouver, Canada
22:55 Urdu Mulaqa'at: Session 24 [R]

Saturday 25th August 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:00 Le Francais C'est Facile
01:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session no. 104. Rec. 21/11/1995.
02:40 Spotlight
03:25 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 24th August 2007.
05:00 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session 24 recorded on 30th December 1995.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:00 Children's Class with Huzoor. Recorded on 25th October 2003.
08:05 Seerat Sahaba Hadhrat Masih Maud (as)
09:00 Friday Sermon [R]
10:05 Indonesian Service
11:00 French Service
12:05 Tilaawat & MTA International Jama'at News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Intikhab-e-Sukhan: Poem request programme
15:00 Children's Class [R]
16:05 Rang-e-Bahar: a poetry recital held at the 2007 Ansarullah sports rally.
16:40 Qur'an Quiz
17:05 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Recorded on 15/06/1996. Part 1.
18:00 Attractions of Australia
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam.
20:30 MTA International Jama'at News
21:05 Children's Class [R]
22:05 Seerat Sahaba Hadhrat Masih Maud (as) [R]
23:00 Friday Sermon [R]

Sunday 26th August 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:00 Qur'an Quiz
01:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 105, recorded on 22/11/1995.
02:30 Kidz Matter
02:55 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 24th August 2007.
03:55 Rang-e-Bahar
04:35 Seerat Sahaba Hadhrat Masih Maud (as)
05:30 Attractions of Australia
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05 Bustan-e-Waqfe Nau (Atfal) with Huzoor recorded on 28th April 2007.
08:05 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to East Africa in 2005.
09:10 Learning Arabic: Lesson no. 14.
09:30 Kidz Matter: a discussion programme with members of Nasirat.
10:10 Indonesian Service
11:10 Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 6th July 2007.
11:55 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
12:50 Bengali Service: a discussion in Bengali replying to various allegations made against the Ahmadiyya Muslim Jama'at.
13:50 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V. Recorded on 17th August 2007.
14:55 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
15:55 Huzoor's Tours [R]
17:00 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 26th April 1984.
18:05 Learning Arabic: lesson no. 14 [R]
18:30 Arabic Service
19:40 Kidz matter [R]
20:20 MTA International News Review
20:50 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
21:50 Huzoor's tours [R]
22:55 Ilmi Khitabaat

Monday 27th August 2007

00:10 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:10 Learning Arabic: no. 14
01:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 106, Recorded on 23/11/1995.
02:35 Friday Sermon: recorded on 24th August 2007
03:35 Question and Answer Session
04:45 Ilmi Khitabaat
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) with Huzoor, recorded on 27th January 2007.
08:00 Le Francais C'est Facile
08:25 Medical Matters
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 30th November 1998.
10:00 Indonesian Service
10:50 Ghazwat-e-Nabi (saw): a discussion about Holy wars.
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
13:00 Bangla Schomprochar
14:00 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 15th September 2006.
15:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
15:55 Ghazwat-e-Nabi (saw)
16:45 Rencontre Avec Les Francophones [R]
17:50 Medical Matters [R]
18:30 Arabic Service
19:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 107, Recorded on 28/11/1995.
20:40 MTA International Jama'at News
21:15 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
22:10 Friday Sermon [R]
23:10 Medical Matters [R]
23:40 Spotlight: a speech by Mirza Hanif Ahmad on the topic of the life of the Promised Messiah (as).

Tuesday 28th August 2007

00:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:05 Le Francais C'est Facile
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 107, Recorded on 28/11/1995.
02:35 Friday Sermon: recorded on 22/09/2006.
03:35 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 30th November 1998.
04:45 Spotlight
05:10 Ghazwat-e-Nabi (saw)
06:00 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) with Huzoor. Recorded on 1st July 2006.
08:05 Learning Arabic
08:25 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 3rd May 1985.
09:10 MTA Travel: travel programme featuring a visit to Malta.
09:40 MTA Variety: a discussion programme
10:05 Indonesian Service
11:05 Sindhi Service
12:05 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:05 Address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V: Concluding address delivered on 16th April 2006 at Jalsa Salana Australia.
15:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
16:00 Learning Arabic [R]
16:35 MTA Travel: a travel programme featuring a visit to Malta.
17:05 Question and Answer session [R]
18:00 MTA Variety [R]
18:30 Arabic Service
20:40 MTA International News Review Special
21:15 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
22:15 MTA Variety [R]
22:45 Address by Hadhrat Khalifatul Masih V [R]
23:35 MTA Travel: a visit to Malta

Wednesday 29th August 2007

00:05 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
01:15 Learning Arabic: lesson no.16
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 108, recorded on: 29/11/1995.
02:40 MTA Variety: a discussion programme
03:10 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 3rd May 1985.
04:15 Address by Hadhrat Khalifatul Masih V
05:30 MTA travel: a visit to Malta
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
07:00 Children's Class with Huzoor, recorded on 29th November 2003.
08:05 Discussion
08:40 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 27th May 1984.
09:35 Indonesian Service
10:40 Attractions of Australia
11:05 Swahili Service
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Attractions of Australia [R]
14:30 From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), recorded on 3rd August 1984.
15:35 Jalsa Speeches: speech delivered by Ataul Mujeeb Rashid on the topic of the beliefs of Ahmadiyyat. Rec. 28/12/2005.
16:15 Children's Class [R]
17:30 Question and Answer Session [R]
18:30 Arabic Service
19:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 109, recorded on 30/11/1995.
20:25 MTA International News Review
21:00 Children's Class [R]
22:10 Jalsa Speeches [R]
22:55 From the Archives [R]

Thursday 30th August 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:00 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 109, recorded on 30/11/1995.
02:00 The Philosophy of the Teachings of Islam
02:25 Hamari Kaa'enaat
02:45 Attractions of Australia
03:15 From the Archives
04:25 Lajna Magazine
05:15 Jalsa Speeches
06:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:00 Bustan-e-Waqfe Nau with Huzoor. Recorded on 27th May 2007.
08:10 English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking friends. Recorded on 01/10/1995, Part 2.
09:10 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to East Africa.
10:10 Indonesian Service
11:10 MTA Travel: a visit to Cairo, Egypt
11:40 Dars-e-Hadith
12:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:05 Bengali Service
14:10 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 193, recorded on 22nd April 1997.
15:10 Huzoor's Tours [R]
16:15 English Mulaqa'at [R]
17:20 MTA Travel [R]
17:50 Rang-e-Bahar
18:30 Arabic Service
20:30 MTA News Review
21:05 MTA Variety: a discussion programme, in Pushto, on the topic of bringing up children.
21:40 Tarjamatul Qur'an Class, session 193 [R]
22:45 Bustan-e-Waqfe Nau [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 GMT & 17:00 GMT

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 14 Friday 17 August, 2007 Issue No. 33

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاهد۔ مؤرخ احمدیت

دہشت گرد تنظیموں سے رابطوں کا اعتراف

روزنامہ ’’آزاد‘‘ 8؍جولائی 2007ء صفحہ 1 میں شائع شدہ خبر:

’’لاہور (فارن ڈیسک): برقعہ پہن کر لال مسجد سے فرار ہونے کی کوشش میں تین روز قبل گرفتار ہونے والے مولانا عبدالعزیز سے دولاکھ 42 ہزار روپے کی رقم اور 20 سعودی ریال برآمد ہوئے۔ بھارتی جریدے ایکسپریس انڈیا کے مطابق مولانا عبدالعزیز نے دوران تفتیش کالعدم جہادی تنظیموں کے ساتھ اپنے رابطوں کا اعتراف کیا ہے اور پاکستانی خفیہ ایجنسیوں کو اپنے رابطہ میں موجود ان تنظیموں کے نام بھی بتادیئے ہیں‘‘۔

❁❁❁❁❁❁

ایک دلچسپ تجویز

جناب نذیر ناجی معروف کالم نویس کا دلچسپ اور مخلصانہ مشورہ:

’’مسٹر عزیز نے جس طرح مہارت سے برقع پہنا تھا اس سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ انہیں پہلے سے برقع پہننے کا تجربہ ہے۔ برقع پہن کر چلنا بھی آسان نہیں لیکن وہ بڑی آسانی سے چل رہے تھے۔ مَیں نے کچھ لوگوں کا بیان پڑھا ہے کہ مسٹر عزیز کو برقع میں ٹیلیویژن پر دکھا کر ان کی تذلیل کی گئی ہے۔ گویا شہادت کی تلقین کرنے والے کسی مردمومن کا برقع پہننا اس قدر باعث شرم نہیں جتنا کہ اسے برقع میں دکھا دینا۔ اگر ٹیلیویژن پر انٹرویو دیتے وقت انہوں نے برقع نہیں اتارا تو رپورٹر یا کیمرہ مین یہ گستاخی کیسے کر سکتے تھے کہ واعظ کرنے والے شخص کو لباس کے آداب بتائیں؟ خدا کا شکر ہے کہ مسٹر عزیز یہ برقع مسجد کے اندر سے پہن کر آئے تھے، جہاں حکومت کا کوئی نمائندہ موجود نہیں تھا، ورنہ عقیدت مند یہ الزام بھی لگا سکتے تھے کہ مسٹر عزیز کو زبردستی برقع پہنا کر باہر بھیجا گیا۔ اچھا ہوا کہ وہ خود برقع پہن کر باہر نکلے۔ اسی برقعے میں ملبوس وہ کار کے اندر بیٹھے۔ یہ منظر ساری دنیا نے دیکھا ہے۔ اگر انہوں نے خود برقع اتارنا پسند نہیں کیا تو دوسرے برقع اتارنے کی گستاخی کیسے کر سکتے تھے؟ چیف جسٹس آف پاکستان کا کوٹ لوگ لاکھوں روپے میں خریدنے پر تیار ہیں۔ چوہدری اعتزاز احسن کی وہ گاڑی جس میں چیف جسٹس سفر کرتے ہیں اس کی قیمت بھی 50 لاکھ لگائی جا چکی ہے۔ مسٹر عزیز کا برقع بھی اب تاریخی حیثیت حاصل کر چکا ہے۔ دیکھتے ہیں اس کی کیا قیمت لگتی ہے؟ بے شمار عقیدتمند اس تاریخی برقعے کو لاکھوں روپے میں خریدنے میں تیار ہوں گے لیکن حکومت کو لالچ میں نہیں آنا چاہئے۔ ایسے تاریخی برقعے قوموں کی زندگی میں بڑی مشکل سے آتے ہیں۔ میری تجویز ہے کہ یہ برقع عجائب گھر میں رکھ دیا جائے تاکہ آنے والی نسلیں اسے دیکھ کر اپنی تاریخ کے اس سنہرے دور کو یاد کریں جب ایک سرکاری مسجد کے ملازم نے اس پر ناجائز قبضہ کر کے مزید زمین ہتھیائی۔ مسجد کو قلعے میں بدلا اور 7 ہزار طلبہ و طالبات کو جمع کر کے 16 کروڑ عوام پر خود ساختہ اسلام مسلط کرنے کی کوشش کی اور پہلے ہی امتحان میں برقع پہن کر اپنے مجاہدین کو ان کے حال پر چھوڑا اور بھاگ نکلے۔ دوسروں کے بچوں سے شہادتیں مانگنے والے وقتِ شہادت آنے پر برقعے میں چھپ کر کھسک لیتے ہیں‘‘۔

(روزنامہ جنگ لاہور 7؍جولائی 2007ء)

❁❁❁❁❁❁

برطانیہ کے 50 فیصد ائمہ پاکستانی ہیں

سروے رپورٹ نیٹ نیوز لندن

’’برطانیہ کی مساجد میں صرف آٹھ فیصد امام یہاں پر پیدا ہوئے۔ بی بی سی کے لئے ہونے والی ایک تحقیق میں یہ بات بھی سامنے آئی کہ برطانیہ میں صرف چھ فیصد اماموں کی پہلی زبان انگریزی ہے۔ پینتالیس فیصد امام ایسے ہیں جن کا برطانیہ میں عرصہ قیام پانچ سال سے کم ہے۔ جامعہ چیسٹر کی جانب سے کی جانے والی اس تحقیق میں تین سو مساجد کے عملے کو شامل کیا گیا۔ تحقیق کے مطابق پچاس فیصد اماموں کا تعلق پاکستان، بیس فیصد کا بنگلہ دیش اور پندرہ فیصد کا تعلق بھارت سے تھا۔ چھیاسٹھ فیصد کی پہلی زبان اردو تھی اور باون فیصد جمعہ کا خطبہ اسی زبان میں دیتے ہیں۔ رپورٹ سے معلوم ہوا کہ چھ فیصد امام گزشتہ بارہ ماہ کے دوران برطانیہ آئے اور تئیس فیصد ایسے تھے جن کا یہاں پر قیام دس سال سے زائد تھا۔ محقق پروفیسر گیوز کے مطابق تحقیق سے ایسے افراد کا خاکہ سامنے آیا جو انتہائی قدامت پسند ہیں، مادری زبان بولتے ہیں اور اپنی روایتی طرز تعلیم پر عمل پیرا ہیں اور زیادہ تر اپنے ملک سے ہی بھرتی کئے جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جس نظام تعلیم سے ان لوگوں کا تعلق ہے وہ قرون وسطیٰ سے تبدیل نہیں ہوا‘‘۔

(روزنامہ جنگ لاہور 7؍جولائی 2007ء)

❁❁❁❁❁❁

شمع ختم نبوت کے پروانے کا ’’زندہ جاوید‘‘ کارنامہ

پاکستان کے بریلوی حلقوں کے نزدیک مولوی عبدالستار نیازی کا شمار ’’شمع ختم نبوت‘‘ کے پروانوں میں ہوتا ہے۔ جناب ڈاکٹر مہدی حسن صاحب کے الفاظ میں اُن کے ایک کارنامہ کی روداد ملاحظہ ہو:

’’1953ء میں لاہور میں ایک تشدد پسند مذہبی تنظیم کی ایک مسلسل مہم کی وجہ سے احمدیوں کے خلاف بڑے پیمانے پر فسادات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اس موقع پر ایک مذہبی سیاسی لیڈر عبدالستار نیازی نے پرانے لاہور میں واقع تاریخی مسجد وزیر خان کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنا کر اپنی خلافت کا اعلان کر دیا تھا۔ جب امن و امان کی بحالی کے لئے لاہور میں مارشل لاء کا نفاذ کیا گیا اور لاہور کو فوج کے حوالے کر دیا گیا تو فوج نے مسجد وزیر خان کی بجلی اور پانی بند کرنے کے علاوہ باہر سے پلاؤ، زردہ اور قورمے کی دیگوں کی سپلائی بھی بند کر دی تو دو روز بعد عبدالستار نیازی اپنی داڑھی صاف کرا کے ایک خالی دیگ میں چھپ کر مسجد سے بھاگتے ہوئے گرفتار ہو گئے تھے۔ ان پر فوجی عدالت میں بغاوت کا مقدمہ چلایا گیا جس میں انہیں موت کی سزا دی گئی تاہم مارشل لاء ختم ہونے پر ان کی......سزا معاف کر دی گئی‘‘۔

(ماہنامہ ’’وقت‘‘ لاہور۔ 7؍جولائی 2007ء)

❁❁❁❁❁❁

وفاق المدارس العربیہ کا منافقانہ کردار

’’انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے سیکرٹری جنرل صاحبزادہ زاہد محمود قاسمی کا تازہ بیان:

(دیوبندی) ’’وفاق المدارس کے منافقانہ کردار کو تاریخ کبھی معاف نہیں کرے گی‘‘۔

(روزنامہ ’’پاکستان‘‘ لاہور 14؍جولائی 2007ء صفحہ 2)

❁❁❁❁❁❁

قدیم تاریخ کا ایک 90 سالہ مسئلہ

(سید مبارک علی)

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام خدا تعالیٰ کے ایک بزرگ نبی اور رسول تھے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پہلے ہونے والے تمام انبیاء اور رسولوں کی طرح ان کا پیغام اپنی قوم کے لئے محدود تھا جیسا کہ قرآن شریف فرماتا ہے کہ ان کی والدہ حضرت مریمؑ کو بشارت دی گئی تھی کہ ان کا بیٹا رَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ۔ بنی اسرائیل کے لئے رسول ہوگا۔ خود حضرت مسیحؑ نے اپنے بارہ میں کہا:

’’مَیں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا کسی اور کے پاس نہیں بھیجا گیا (متی 24:15) اور حضرت مسیح نے اپنے حواریوں کو ہدایت فرمائی کہ: ’’غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا‘‘۔ (متی 5:10)

لیکن حضرت مسیحؑ کے واقعہ صلیب کے کچھ عرصہ بعد ایک شخص ساؤل نے حضرت مسیح کے واضح ارشاد اور آپؑ کے مقرر کردہ حواریوں کی مخالفت کرتے ہوئے حضرت مسیحؑ کی تعلیم کو پوری طرح بگاڑ دیا اور جب اس کو بنی اسرائیل میں ناکامی ہوئی تو اس نے اپنی خود ساختہ انجیل کو غیر قوموں میں پھیلانا شروع کیا۔

حضرت مسیحؑ کے حواریوں اور ان کے بعد آنے والے حضرت مسیحؑ کے سچے متبعین نے ساؤل کی بات ماننے اور اس کی خود ساختہ انجیل کو قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا جیسا کہ اعمال کی کتاب اور ساؤل کے خطوط میں بھی وضاحت کے ساتھ اس کا بیان ہے۔ حضرت مسیحؑ کے سچے متبع حضرت مسیح ناصری کو خدا کا سچا نبی اور مسیح قرار دیتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت اور تعلیم پر پوری طرح عمل کرتے تھے اور ظاہر شریعت کے لحاظ سے ان میں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں میں کوئی فرق نہیں تھا۔

قدیم تاریخ اور مذہبی کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیحؑ کے یہ تابعین دو تنظیموں میں تقسیم ہو گئے تھے۔ ایک تنظیم ابیونی کہلاتی تھی اور دوسری ناصری۔ یہ دونوں چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے تابع تھے اس لئے دوسرے یہود سے شدید اختلاف کے باوجود ظاہری شکل میں یہود سے پوری طرح مشابہ تھے اور یہود کے معابد میں عبادت کر لیتے تھے بلکہ بعض اوقات امامت کے فرائض بھی سرانجام دیتے تھے مگر 90 عیسوی میں حضرت مسیحؑ کے سچے متبع دوسرے یہود سے قطع تعلق پر مجبور ہو گئے اس کا باعث کیا ہوا؟

Simcs Jacobic اپنی کتاب The Jesus Family Tomb میں لکھتے ہیں:

The defining moment in the ousting of the Judio-Christians from the synagogue came around 90 C.E, with the introductions of the" Birkat ha Minim"curse in the Jewish prayer service...... In religious terms it implies "sect". The "Birkat ha Minim" curse required that congraga- tional leaders publicly denounces themselves if in fact they were followers of Jesus. The net effect of this change in the liturgy was to force the Ebionites and Nazarenes, many of them were leading the prayer service, to pack their prayer shawls and leave the synagogue. (P. 56-57)

❁❁❁❁❁❁❁❁